تذکرہ تبسم گل

جس میں ہندوستان کے تمام مشہور و معروف اور مستند ظرافت گویوں کے
کلام کا بہترین و لاجواب انتخاب ہے

مصنفہ

ڈاکٹر شیخ عظمت الٰہی صاحب سلونوی اڈیٹر جریدہ (دنیا) لکھنؤ

حسب فرمائش منیجر عظمت بکڈپو
لکھنؤ
عظمت پریس لکھنؤ میں طبع ہوا

قیمت فی جلد ایک روپیہ [illegible]

[illegible]

۱۹۲۷ء

تذکرہ تبسم گل

سید انشاء اللہ خان انشا دہلوی ثم لکھنوی

انشا ایک ایسے مشہور شاعر ہیں کہ انکے حالات و سوانحات ہر ایک تذکرے میں مل سکتے ہیں۔ البتہ انشاء کا کلام جس حیثیت سے جو ہم پیش کرتے ہیں وہ بہت کم مشہور ہے۔ یہ ریختی کے موجد تھے۔ انھیں کے نقش قدم پر جان صاحب وغیرہ نے اپنی شاعری کی بنیاد رکھی اور اس میں کافی شہرت حاصل کی۔ ذیل میں انشا کا کلام منتخب درج کرتے ہیں جس کا اوپر ذکر کر چکے ہیں۔

مجھے نہ از زنانی تو رات کو کہیں تھی
ہاتھوں سے تیرے میں نے کمبخت عاجز آئی
میں کیا کہوں دوگانا اس کی کھسوٹ نوچنے سے
انشا سولے اپنے اشک کے حال میں

ہے زنگ کر کی چھتیا ایسی ملی دلی کا
جو کام ہے تھوڑا سو تیرا پھسلی کا
جو حال ہو گیا ہے اس بانو کی گلی کا
ہے کون کھرنے والا اس دل کی بیکلی کا

دیگر

رات جو میں نے کہا قصہ پٹھان کا
تم سی بوبی بھی کوئی ہوئے گی زنانی کہ ہو
بات جو کہنی نہ تھی سو وہ وہ سے کہی
تیری تو انشا کبھی بات باور کرے

خواب میں آیا نظر تخت سلیمان کا
ہم نے تو دیکھا نہیں آدمی اس شان کا
منہ نہ دکھائے خدا آپ سے انسان کا
بار سپارا گر آئے تو قرآن کا

اللہ کرے سلامت جم جم رہے یہ جوڑا
ہے جس کے دم قدم سے دنیا کا سب بکھیڑا

کیوں گیلی انگلیوں سے تو مجھکو ہی لپٹی
سب ہے تری گلہری کیا ہاتھی ہی پیڑا

بندی کی دشمنی میں ناحق جو جھن الٰہی
گلجاوے انکے منہ پر ازغیب کا تھپیڑا

باجی سے اپنی ہنسکر کل وہ پری یہ بولی
کیوں تو نے میرے انشاء اللہ خاں کو چھیڑا

کروں بستار کیا اپنی وہ گھانہ کی رکھائی کا
دماغ آگر انھیں میں پھنس رہا ساری خدائی کا

ستایہ سو بلا سنئے لگا ہے تو وہیں میری
موا دربان کا لڑکا تلنگڑ و تمہیں بھائی کا

وہی جانے کہ کیونکر بات جیت اس تک پہنچتی ہو
دوا کا آسرا ہے یاں بھروسہ ہو نہ دائی کا

تجھے پروا نہ تھا انشا سے میں نے بات کرنے کی
گرنا کام ہو تیرے میاں تو بیحیائی کا

چوٹی تری ہو سانپ کی اک لہر دوگانا
کھاتی ہوں ترے واسطے میں زہر دوگانا

چوری تو میں بس دیکھتے ہی یاد پڑی ہے
دلی کی وہی چہل وہی شہر دوگانا

لیجا ایسی کہیں دور رہوں مگر کھینچ مٹے رگ
سب تاڑ گئی ہے یہ بڑا شہر دوگانا

میں تجھ سے سمجھ لونگی بھلا کون ہے انشا
اللہ ادے تو ہے بڑی قہر دوگانا

تونے یہ بیتی کہانی تو نہ بسیڑی انا
آپ بیتی تو کوئی بات نہ چھیڑی انا

پہیلی ٹھیکری اک ڈھونڈ کر لا دے جس سے
اپنی رگڑا کروں میں پاؤں کی ایڑی انا

کٹ زناخی سے ہوئی دوستی اچھا تو ہوا
کٹ گئی میری مرے پاؤں کی بیڑی انا

نہیں کھایا دلیا تو نے تو پھر انشا نے
میرے دروازہ کی کیوں جڑ لی کیڑی انا

تھام تھام اپنے کو رکھتی میں بہت تھا لیکن — کیا کہوں تھم نہیں سکتا میرا اندر والا
اپنے کونے پہ کبھی اس ڈھب سے تڑپیلا کہ مری — لے گیا جان اڑا ایک کبوتر والا

دیگر

اڑ گئی فاختہ کیوں سرد یہ دم دیتی ہے — اجی اسکا نہ کچھ اچھا مجھے کھٹکا اک لگا
ہے یہ منجھی کوں سی منزل انشا اسکا نام تھا — در ساعیر دل کے اندر اس منزل میں بجھ گیا

دیگر

اپنا جو دکھاتا ہو ہمیں زور نگوڑا — صدقے اسے کر ڈالیے در گور نگوڑا
سوتی تھی مزے میں کہ گئی نیند اچٹ ہائے — کیا جانئے کیسا یہ ہوا شور نگوڑا
میں جیخ پڑوں کیوں نہ ہوے انگلی میں اپنی — ڈالے مسل انگلی کی مری پور نگوڑا

ہمسایہ میں کو بنجل ہوئی کل رات کو انشا
گھس اسکے زنانہ میں گیا چور نگوڑا

تری ٹھر گر پڑی تو اری سر تھام اپنا — یعنی ہے ابھی اپر تو کھدلے نام اپنا
کمبخت ہے وہ کام د دگانا بہت برا — صدقے گئی تھی ہے یہ زمانا بہت برا
کیوں آٹھ آٹھ آنسو رلاتا ہے مجھ کو تو — ہوگا کسی کے جی کا ستانا بہت برا
دلسوز ہے دوا مری پر اسکا ہر گھڑی — لگتا ہے انگلیوں کا نچانا بہت برا

پھر آئی میری آنکھ تو انشا نے یہ کہا
لگتا ہے مجھ کو سوتے جگانا بہت برا

تو تو آ گئی نہیں جاگی ہے جیو نکل — لے میں جب بھری ہوں تو بھلا مجھ کو کیا
اپنی بجلی سی تو چپ کی تو خبر لے باجی — گرم میں گو کہ ڈری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا

نئے دھاندلی میں کھیلتی کس طرح سے انشا
وہ ڈھی اور ہری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا

مشک کس طرح سے گال اپنے بھلا آکیوں ہے — اُسے او سقے کے لونڈے نہ تو پانی چھلکا
ہاتھ آیا سو ہتیلی سے ہتیلی ملنا — جو ملے اور بھاڑ میں جائے یہ نگوڑا جھکا
چھبتی ہے یہ تو نگوڑے مجھے بھاری انگیا — کوئی سادی سی مری واسطے لا ری انگیا
گو کھرو لہر بنت ڈاک پر ستائے کیا چیز — اس سے ہو جاتی ہے کمبخت گنواری انگیا
گیند اک میں نے جو پھینکی تو جھجک کر اُن نے — کچھ عجب ڈول سے کل اپنی سنواری انگیا
جس میں بو باس ہو تیری وہ نشانی دو شال — بھلا میں کیا کروں گی لے تری اُتاری انگیا
اوڑھنی مجھ سے جو بدلی تو اجی باجی جان — وہ بھی اک دیجیے جو ہو بھاری بھاری انگیا

ہاتھ انشا کا کہیں چھو جو گیا تو بولیں
تیرا مقدور کہ تو چھیڑے ہماری انگیا

تو قیامت بے شری ہے حد بُرا تیرا گلا — خوش نہیں آتا ہمیں بی فاختہ تیرا گلا
کیوں پلا جھلکے نہ جی میری کلیجہ میں بھلا — ہے تمہارا روپ ایسا جیسے سونے کا ڈلا

دل میں اک انشا کے چٹکی لے کے کہنے لگیں
واہ جی معقول یہ کیا تھا بھلا صاحب بھلا

خدا بڑھے کو ڈیوڑھی کے ادھر جانے کوئی بڑھیا — انشا تو ہو کہتا تھا جو یہ دوگانا بالکل ہے سب
جو برا تجھ کو اجی انشا ارے تو قسم سے — کب تلک میں نبیرے کر دنی کو رکھوں ڈھانپ
کوٹھے پر سے شیر مرد ہو نہیں۔ با کہ منڈیروں سے اُدھر — صحن میں ڈیوڑھی میں یا اور کہیں منہ سے پھوٹ
سر ہلانے سے بھروسہ نہیں پڑتا کسو وقت — کس طرح کب تک کہو ہاں کہ وہ منہ سے پھوٹ

لوگوں کے چرچے کا ہوتا ہے تجھے ڈر انشا
تیری کیوں آنکھیں بھلا پھوٹ گئیں منہ سے پھوٹ

بس بلا میں مری ننھے چٹ چٹ — اے دوگانہ تو ایک ہے نٹ کھٹ
سیج پر تو ہی جو نہو تو یہاں — چین مجھ کو نہیں کسی کروٹ
مجھے ڈر کے جو رات کو اس کا — سینہ دھڑکے کی طرح بائے کھٹ
دم دلاسا نہ دے عبث انشا — چل چخو دور ہو پرے بھی ہٹ

چوٹ اک دل کو لگ گئی انشا
جب سنی اسکے پاؤں کی آہٹ

تجھے کچھ شرم بھی ہے بیٹھ پرے او کمبخت — تاڑ جاوینگے مجری لوگ ارے او کمبخت
سامنے بھو تیرے کے پڑے ہے یہ موا خوجا جیث — تجھکو گھورا ہی کرے ہے یہ موا خوجا خبیث
رات بھر کھا نسا کرے ہے نیند آتی ہی نہیں — موتنگے اب دن بھر کرے ہی یہ موا خوجا خبیث
بوٹ کی جو ڈالیاں آتی ہیں بائیں باغ سے — گدھا بن کر چرے ہی یہ موا خوجا خبیث

کوئی چاہت میں کسی شخص کے بدنام ہو نوج — ہائے وہ جان وہ کمبخت برا کام ہو نوج
رو۱۰۱ مجھ سے کہے ہے چلو آرام کریں — جسکو آرام وہ سمجھے ہے وہ آرام ہو نوج
آگیا تیری رضائی میں پسینہ مجھ کو — گرم ایسا بھی نگوڑا کوئی حمام ہو نوج

دن دہاڑے ہی سنبے جی تو بیچے لے انشا
کل موئی کالی بلا ہائے وہ پھر شام ہو نوج

صدقے اپنے نہوا سکے کوئی قربان ہو نوج — ایسے لوگوں کا کسی شخص کو ارمان ہو نوج
دن انشا سے سکھا مجھ سے خفا ہے کیوں بھی — جان اور بوجھ کے ایسے کوئی انجان ہو نوج

باجی کہتی ہیں کہ اک مردوے پہ غش ہو تو — مفت ایسا بھی کسی شخص پہ بہتان ہو نوج
بلائیں میں نے جو کل اُن کی لیں چٹاخ چٹاخ — تو کس مزے سے کہا بیگما نے چل گستاخ
ہیں تیرے صدقے گئی لے مری پیاری مت چیخ — مت جگا نیند بھرے لوگوں کو پیاری مت چیخ
لگتی ہے چوٹ تو لگنے دے سوس اور وری — ایکدم کھیلنے کی خاطر سے جاری مت چیخ
اپنا چونچ اٹھا دم نہ پھیلائے بلبل — کہہ دیا میں نے نہیں تجھکو کہ ہاں ہی مت چیخ
کیوں صلا نغز پھراتی ہے اری مینا چپ — اڑ گئی دور بھی ہو جیسے گزاری مت چیخ

بیچ بیچ کھنگار بجاتی ہوئی انشا سے نہ مل
تو اب منتیں کرتی نہ رہی ہاری مت چیخ

جا ڈالا گلے ہے کھینچ لے مجھ کو لحاف میں — پاجامہ تنگ ہے برت پھر اور لا ازار بند

تقصیر کیا ہوئی تھی کہ انشا پہ رات کو
وہ گچھے دار آپ نے تو لا ازار بند

کیا بھر گیا ہے آج کہ جس کے سبب ترا — ہے سخت جیسے لکڑی کا چیلا ازار بند
انشا کو اور اپنی نشانی نہ دیجیے — دیجیے ترا اپنا میلا کچیلا ازار بند
ہے تو سہی اجی یہ پھکیلا ازار بند — لیکن کسی کا نوج ہو ڈھیلا ازار بند

پھرتے ہیں اپنی ان آنکھوں میں انشا لامذن
دھڑکے دھڑکے نور تن اور گرے گورے سا نگھنٹ

اجی کس ڈول سے بنجانے ہو گھوڑا کاغذ — ہم بھی دوڑانے لگیں لاؤ تھوڑا کاغذ
سلا نے کہہ دو کہ نہ بھیجا کریں لکھ لکھ کے یہ پیش — مجھے بدنام کرے گا یہ نگوڑا کاغذ
پھینک تو دیکھ لیا شرم کی طرح انشا نے — یوں دکھا کر مجھے پھینک دیتی ہے میلا کاغذ

مارے مستی کے دوگانا جان بھی بس پھڑک گئیں　　آگیا جو کور مستی کے منہ پر اُن کو کف نظر
تیرے کوٹھے پہ رات مار کمند　　چھپ رہے تھے ہم اک منڈیری کی آڑ
ٹوٹ جاوے کہیں یہ تیری پول　　ارے او بے مرے نگوڑے کواڑ

بیچل انشا مجھے کھجوڑے نے لے
یہ تو ہے مرد نام اس کا تاڑ

بیگما جان بڑی شرم کی ہے یہ تو بات　　کھل گئیں بلجنے سے انشا کے تمہاری بھی قاز
بھیجدی اُن نے انگوٹھی مجھے فیروزہ کی　　اس کے یہ معنی کہ ہیں تاک میں آغا فیروز
گود پھولوں سے بھری میری دوگانا شاباش　　تیری کھیتی ہو ہری میری دوگانا شاباش
اوڑھنی اپنی دکھائے مجھے اس شخص کو آج　　میں ترے صدقے اری میری دوگانا شاباش
میری خاطر سے جو دکھ ہو تو بڑا ہو سر سے　　اور بھی ایک ذرہ سی میری دوگانا شاباش
پہنی انشا کے دکھا نیکو جو دھانی شلوار　　نکلی سبز پری میری دوگانا شاباش
نہیں زیور کی کچھ پھبن پر غش　　میں تو ہوں تیرے سادہ پن پر غش
اودی اودی رابیل ہو گئی میں آج　　گورے گورے تیرے بدن پر غش
یونہی میں غش ہوئی دوگانا پر　　راجہ نل جیسے تھا دمن پہ غش
کیا ہی شالے کی ہوا آئی　　ہو گئی جان اس کی سن پہ غش

باغ کی سیر میں ہوا انشا
تیرے پاجامہ کے چمن پر غش

باجی تم چاہتی ہو بندی سے ایسا اخلاص　　اجی وہ کنواریوں میں نوج ہو لیا اخلاص
نہ بتوسلے مجھے دو یاں سے اٹھ چلو　　کسکو کہتے ہیں محبت اجی کیسا اخلاص

تڑاچو آشنا لحاظ اتنی بھی مت ہو بد لحاظ — سانس مت بھر او دوگانہ چپ ری او بد لحاظ
اتر بچھو ہوئیں دائی جی تو کبھی کی — رہی اتنو بڑھیا دوا کی توقع
اجی بی بی سیدانی صدقہ گئی میں — مجھے ہے تمہاری دعا کی توقع
نہیں جانی کہیں مہمان مرے دل کا شوق — تمکو کیا اس سے دوا جان مرے دل کا شوق
بات چیت ایسی طرح کی مجھے آتی ہی نہیں — نہیں اسکا مجھے ارمان مرے دل کا شوق
طعنہ مت دو مجھے ہاں ہاں ابھی ہو جاتی ہوں — جان اور بوجھ کے انجان ہے کر دل کا شوق

منتیں مت کرو انشا کی طرف سے اسپر
میں نہیں کرنیکی احسان مرے دل کا شوق

ہمسے کیا اُس کے کوئی پیاری — لاکھ ناڑوں میں اپنی ناڑ ہے ایک
ہے جو دروازہ وہ دوگانا کا — آئینہ ہے چول کا کواڑ ہے ایک
اسکی زنجیر بھی نہیں لگتی — آگے بس شرم ہی کی آڑ ہے ایک
میں نے دیکھی اسکے کان میں لونگ — کیوں نہ خوش آئے مجھ کو پان میں لونگ
ہے جگائی ہوئی دوالی کی — تہر اک اسکے پاندان میں لونگ
مسّی میں جھمک اٹھی پیکے انشا نے — گل چھوڑی جو میری زانمیں لونگ
ہاں صدقہ اُس پری کے جس نے انشا سے کہا — اب نہ رے ہاتھ کہیں یہ بندی بہت آئی ہے تنگ
کیا چیز ہے جھمدھیان میں اپنے نہیں ارے — ہوں بات بات میں کبھی اگر تو ہو ڈال ڈال
بر جنگ لگی ہول جاہ میں اک مرنے کی اُٹ — اس پیلے سر کو بیسکھ دوگانا کنگال ڈال
اری بی ایک ہی عیار ہو تم — تاک جوتی میں گرفتار ہو تم
چھیڑ کی بات سوا اور نہیں — یعنی لڑنے ہی پہ تیار رہو تم

کس سے اقرار ہوا جو ہم سے — کرتے ہر بات پہ انکار ہو تم
باہمن کے لڑکے کنول کے پوتھی بچار تو — مجھ سی پاپی بھی گی کوئی اندر لوک میں

آنکھا کی بات جہت میں جو چھیڑ ہمارے ہے
سو لذت انسا میں کہیں ہو نہ کرک میں

میں تو کچھ کھیلی نہیں ہوں ایسی بچی گولیاں — جو نہ سمجھوں گی زنانی جان تمھاری بولیاں

مطلب انشا کا سمجھتی ہی نہیں اے داچڑی
ہے
بیگمیں اور خانمیں ہیں ایسی ہی تو بھولیاں

کیا ترے سر آج چڑھے چاروں کے چاروں لالاماں — شاہ دریا، شیخ سدو، زین خاں، نہو میاں
سوتنیں کمبخت وہ جو بیر دوڑاتی رہیں — اُنسے آخر کیا ہوا اپنا کیا پانی رہیں
بات وہ لائے کمبخت جو جیت چاہی ہو — اجی بس جاؤ بھی بیچ تم تو بڑی واہی ہو
پھر جو بول اٹھوں گی کچھ میں تو پھنسو گی — پھر ایسا نہ کرو تم ابھی بن بیاہی ہو
یکٹا رات کو چھائی کہ الٰہی توبہ — منہ نے وہ آنکھ دکھائی کہ الٰہی توبہ
پھول کی ایک کلی جو پیچ نظر اپنی لیکر — دم یہ بلبل نے بھلائی کہ الٰہی توبہ
میں ترے صدقہ نہ رکھا اری میری پیاری روند — بندی رکھو نگی ترے بدلے ہزاری روزہ
گلوری پان کی جو کھا رہی ہو اُس سے کتنا ہے — نہ کہے بات کچھ جی میں بھری ہو سو اگل ڈالے
نسبت کا بحو ڈرا ہر گھڑی کیوں منہ پھیرے — بڑا دانہ ہو چکی میری کیا چھوڑو نکو دل ڈالے
بڑائی میری کھٹکے ہے خدائی لات میں میں نے — مجھے ایسے بہت سارے کرائی بیچ نکل ڈالے
مجھے ڈر ہو کچھ بیڑا اک جو ہمنا کنند سا بھرتا — مبادا اے دعا جی دو کہیں ٹکو گمند ڈالے
دوگانہ میں جو بن کر بھرے وہ وقت آپہنچا — کہ کوئی بچہ اٹکی گود میں کوئی ٹکڑے پھل ڈالے

جو ہم کو چاہے اُس کا خدا نت بھلا کرے — دودھوں نہائے اور وہ پوتوں پھلا کرے
روٹھے ہوئے کو کس لئے جا کر منائیے — منت کسی نگوڑے کی اپنی بلا کرے

ہزاروں ہی یودھوں کو بانکی پریوں نے پچھاڑا ہے — نہیں یہ لکھنؤ اک راجہ اندر کا اکھاڑا ہے
رزائی تنالی اوڑھو اور چلو ہم تم چھپر کھٹ میں — ہوائیں ٹھنڈی ٹھنڈی آ رہی ہیں خوب جاڑا ہے

وہ تو کسی میں نہیں آپ میں جو بات ہے — جھوٹ جو بولوں تو بیناروں بھری رات ہے

میں نے جو کچھ کیا کل ان کی ران کاٹی — تو اُسنے کس مزے سے میری زبان کاٹی

کوئی اللہ کرے چھینک پڑے جلدی سے — وہ چھپر کھٹ میں تو ہم چھوڑ کے بھاگا جیسے

یہ اتفاق ہے نہ بنے یا بنی رہے — پر آدمی کو چاہیے دل تو غنی رہے
روٹھی ہوئی ہے وہ تو گتی پہ یہ سوچ ہے — پہ کیونکہ ہو کہ یونہی منی کی منی رہے
مانگو ابھی آدھی رات کو سر کھول کر دعا — آمین کہنے کے لئے اور اک جنی رہے
دولت بنی ہے اور سعادت علی بنا — یا رب بنے بنی میں ہمیشہ بنی رہے

اُسے قربان کر دن جو مجھے تھپیڑ انشا
میری بچائی جو چھوٹے اسکی ہتیلی جلجائے

ہوگئی رات تو سب لو ہو لہان ملے انشا — دیکھ میں چیخ پڑا دن کی نہ مری لے جھکی
پیچھے دینی کھول کنڈی لینا انشا کو بلا
ذرا بھلا کیا چاہیے دربان و بک کا مجھے

ڈر یہی ہے کہ میرے پیچھے ذرا — یہ نگوڑی آ کل گھڑی نہ لگے

رات بھر اپنا ترستا ہی رہا جی باجی — اب تو زینت بجی اٹھو اجی باجی باجی
ہے سلیقہ تجھے اتنا کہ نظر آتی ہے — بادشاہ زادی ترے سامنے باجی باجی

لے بوا کوٹھری میں سے کھڑولنے کے لئے — اک عبا اوڑھ کے بن بیٹھی ہیں حاجی باجی

جھجھتی ہے یہ بھوڑی ململ کی اوڑھنی — لادے وہی دوا مجھے ململ کی اوڑھنی

بن سر ڈھکے اٹھے تجھے کیا چاہئے بھلا — بوڑھے سے قد پہ اس بڑے آنچل کی اوڑھنی

انشا کے سونگھنے کے لئے اُن نے بھیجی

جالی کی کرتی اور وہی ہلکی اوڑھنی

رباعی

اے بی بی ہیں خاندار بھائی تیرے — صدقہ قربان جائیے جائی تیرے

وہ چال نہ چل کہ نام رکھے کوئی — بے ڈول یہ ہیں دیدہ ہوائی تیرے

دیگر

ناحق ناحق مجھے جلاتی کیوں ہے — گھر میں مرے آگ لینے آتی کیوں ہے

آئی تو نہیں ٹھہرتی یہ رنجش ہے — بے فائدہ یہاں تو آتی جاتی کیوں ہے

دیگر

جھانکا تو نہ کر عبث فضیحت ہوگی — آنا یہ سنے گیں تو قباحت ہوگی

چالیس یہ چھوڑ دے نہیں تو ناحق — اک روز بڑی بڑی فضیحت ہوگی

کلیات انشاء اللہ خان

ہندوستان کی وہ سرمایہ ناز ہستیاں جن کے کارنامہ صفحہ زمین پہ آب زر سے لکھے ہیں انشاء بھی اونھی میں سے ہیں ہر رنگ کا کلام ان کے کلیات میں موجود ہے دیوان اردو ریختی کا دیوان بالفاظ اعدو و فارسی کا دیوان نظمیں قصیدے غزلیں مثنویاں قطعات رباعیاں پہیلیاں سب اس میں موجود ہیں دیکھنے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ ایک پہلوان کا تماشا سیر کر رہا ہے جس کے دیکھنے سے طبیعت ہمیں سیر نہیں ہوتی قیمت (عہ)

سید اکبر حسین صاحب مرحوم الہ آبادی

اکبر مرحوم کی شہرت بنہایت ہرگز ہماری تعارف و تشریح کی محتاج نہیں ہے - یہ بھی معلوم ہے کہ اُنکے کلام کو نقادانِ سخن نے ہر طرح تنقید کسوٹی پر جانچا ہے اور ہر طرح سے مقبول پایا ہے۔

لہٰذا ہم صرف اُن کے ظریفانہ کلام کا کچھ حصہ پیش کرتے ہیں۔

نفس کے تابع ہوئے ایمان رخصت ہو گیا — وہ زمانہ میں گھسے مہمان رخصت ہو گیا
بے اثر ہی اب اُنکے ہاں کیونکر دل لگے — جانور اک رہ گیا انسان رخصت ہو گیا

بہت مشکل ہے بچنا بادۂ گلگوں سے خلوت میں — بہت آساں ہے یاروں میں معاذ اللہ کہہ دینا

تحریک سودیشی پہ مجھے وجد ہے اکبر — کیا خوب یہ نغمہ ہے چھڑا دیس کی دھن میں

مذہب نے پکارا اے اکبر اللہ نہیں تو کچھ بھی نہیں — یاروں نے کہا یہ قول غلط تنخواہ نہیں تو کچھ بھی نہیں

سب ہو چکے ہیں اس بتِ کافر ادا کے ساتھ — رہ جائیں گے رسول ہی بس اب خدا کے ساتھ

سدھاریں شیخ کعبہ کو ہم انگلستان دیکھیں گے — وہ دیکھیں گھر خدا کا ہم خدا کی شان دیکھیں گے

شیخ جی گھر سے نہ نکلے اور یہ فرما دیا — آپ بی اے پاس ہیں تو بندہ بی بی پاس ہے

حرم والوں سے کیا نسبت بھلا ہم اہلِ ہوٹل کو — یہاں انگریزی اُگتی ہے وہاں قرآن اُترا ہے

کشتِ دل کو نفع پہنچے اشک ایسی چیز ہے — دیدۂ گریاں پہ واٹر ٹیکس کی تجویز ہے

قصۂ منصور سنکر بول اُٹھی وہ شوخ مس — کیا احمق لوگ تھا پاگل کو پھانسی کیوں دیا

سید اُٹھے جو گزٹ لیکے تو لاکھوں لائے — شیخ قرآن دکھاتے رہے پیسہ نہ ملا

کہا عاشق نے دلبر کی قسم ہو اے شوخ — آپ اب قسمیں بھی کھاتے ہیں مخبری کرنے سے

میں بتاؤں آپ کو مرنے کے بعد کیا ہوگا — پلاؤ کھائیں گے احباب فاتحہ ہوگا

نہیں کہتا ہے کوئی الفت اللہ کتنی ہے ——— یہی سب پوچھتے ہیں آپ کی تنخواہ کتنی ہے

انکی بیٹی نے اُبھار رکھی ہے دُنیا سر پر ——— خیریت گزری کہ انگور کے بیٹا نہ ہوا

آج انگلینڈ میں مری آئی تھی آواز اذاں ——— جی رہے ہیں ابھی کچھ اگلے زمانے والے

خوب فرمایا یہ شاہ جرمنی نے پوپ سے ——— دغا ہم بھی کہتے ہیں لیکن ڈالر ان ڈوب ہے

دل مرا جس سے بہلتا کوئی ایسا نہ ملا ——— بت کے بندے ملے اللہ کا بندہ نہ ملا

بوٹ ڈاسن نے بنایا میں نے اک مضمون لکھا ——— ملک میں مضمون نہ پھیلا اور جوتا چل گیا

بڈھو میاں بھی حضرت گاندھی کے ساتھ ہیں ——— گو مشت خاک ہیں مگر آندھی کے ساتھ ہیں

مغربی خود بیں سے کم اُنکی دیکھ لی ——— مشرق کی شاعری کا مزا کرکرا ہوا

شیخ کو بھی اُس بت کافر نے اپنا کر لیا ——— دین سے کیا ہو سکا ایمان نے کیا کر لیا

اطبا کو تو اپنی فیس لینا اور دوا دینا ——— خدا کا کام ہے لطف و کرم کرنا شفا دینا

بتوں کی مدح سے کل شاعری اردو کی مملو ہے ——— شکست اردو جو ہوگی تو میں سمجھوں گا بت ٹوٹا

اکبر کے کفر کا نہ رہا قدرداں کوئی ——— اُس بت کو شیخ جی نے مسلمان کر لیا

رزولیوشن کی شورش ہے مگر اسکا اثر غائب ——— پلیٹو کی صدا سنتا ہوں اور کھانا نہیں آتا

خدا کے فضل سے بی بی میاں دونوں مہذب ہیں ——— حجاب اسکو نہیں آتا انھیں غصہ نہیں آتا

غریب اکبر نے بحث پردے کی کی بہت کچھ مگر ہوا کیا
نقاب الٹ دی جی جی نے کہہ کر کہ کیا کریگا مرا موا کیا

خدا شائق نہیں تم سے مقفیٰ بات کرنے کا ——— وہ اس سے خوش ہے جسکو شوق ہے خدمت گزاری کا

الا یا ایہا الساقی بجو راحت نہ یاد لہا ——— کہ گرآں ہم پہ اول وے افتاد مشکلہا

بجن تزئین ٹپکے خود بھلیٹ اسن ٹیلپ ——— کہ سر رشتہ خبر ہو از ماہ و رسم منزلہا

سند کبھی جمال نہیں اگر ہے ہوگا خود ظاہر — کوئی سرٹیفکٹ سے خوبصورت ہو نہیں سکتا

شیخ نالاں ہیں کہ ہر گو کو برتنا ہی پڑا — اس پرانے سوت کو بھی مل میں کتنا ہی پڑا

بے صبری جو آبلے سمجھ اسکو خوب اچھا — یہ بجا ہے قول تھا مگر نہ جنون اچھا

ہوٹل میں برہمن نے اگر بھوگ لگایا — سمجھو یہ کہ مذہب کو بڑا روگ لگایا

میں نے سحری کھانے پہ ٹوکا تو وہ جھنجھلا کے — اور کہ جناب واعظ نے چوری کی فقط افطار کیا

کیونکر خدا کے عرش کے قائل ہوں یہ عزیز — جغرافیے میں عرش کا نقشا نہیں ملا

ہم ایسی سب کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں — کہ جنکو پڑھ کے لڑکے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

فرقت نے کہا کہ جاگئے آپ — کھٹمل نے کہا کہ بھاگئے آپ

الفاظ ثقیلہ کو مغرب نے کیا خارج — اب دم کی جگہ ٹلٹ نمدی کی جگہ کالج

کب میں کہتا ہوں الگ ہو سارا قصہ چھوڑ کر — کر طلب دنیا مگر صاحب کا حقا چھوڑ کر

ہم ڈز خواہی و ہم آرزوئے صاف — این خیال است و محال است و گزاف

کیا پوچھتے ہو اکبر شوریدہ سر کا حال — خفیہ پولیس سے پوچھ رہا ہے کمر کا حال

صدو کی شست سے بچتے نہیں ہیں — یہ کالے ہیں مگر کوے نہیں ہیں

سائنس کا مطلب ہے کہ مذہب کو نچوڑیں — اُس بُت کا یہ مطلب ہے کہ اکبر کو نچوڑیں

گوشۂ مسجد میں کار شیخ اب بنتا نہیں — پیٹ کو تسکیں پا جائے مگر تنتا نہیں

وصل کا اُس بت خود بیں سے کوئی ہنٹ کہاں — صرف بوسہ سے بھلا سیلف گورنمنٹ کہاں

خدا کی راہ میں پہلے بسر کرنے میں سختی ہے — محل میں بیٹھ کر اب عشق قومی میں تڑپتے ہیں

رہتا تو ایک بوسہ ہے کافی دم وداع — لیکن مزا جو آئے تو دو دینے کیوں نہ لیں

ہمارے کل خیالوں کو وہ مستحسن سمجھتے ہیں — بجز اسکے کہ ہم شیطان کو دشمن سمجھتے ہیں

ہم اردو کو عربی کیوں نہ کریں اردو کو وہ بھاشا کیوں نہ کریں — جھگڑے کے لیے اخباروں میں مضمون تماشا کیوں نہ کریں

آپس میں عداوت کچھ بھی نہیں لیکن اک اکھاڑا قائم ہے — جب اس سے فلک کا دل بہلے ہم لوگ تماشا کیوں نہ کریں

ممبر علی گڑھ ہیں یا سکھ ندھاں ہیں — لیکن معاملہ کو وہی تا بدان ہیں

ہم ریش دکھاتے ہیں کہ اسلام کو دیکھو — مس زلف دکھاتی ہے کہ اس لام کو دیکھو

پرہیز ہے تمام صحت کو بھگوان کی ہردم جاپ کرو — اسکول کمیٹی میں ہے بھنا تم اپنی ترقی آپ کرو

ہجر کی شب یونہی کاٹو بھائیو — ان کا فوٹو لے کے چاٹو بھائیو

قوم کے غم میں ڈنر کھاتے ہیں حکام کے ساتھ — رنج لیڈر کو بہت ہے مگر آرام کے ساتھ

جو چاہتے ہیں کہ گھٹے عمر اعتدال کے ساتھ — کھاتے ہیں وہ بسکٹ کا چورا دال کے ساتھ

شیطان نے ترکیب تنزل یہ نکالی — ان لوگوں کو تم شوق ترقی کا دلا دو

عزیز لڑتے ہیں آپس میں یہ ستم کیا ہے — خدا کی مار سے دونوں کی اکڑ کم کیا ہے

کافی ہیں امیروں کو تو آئین گورنمنٹ — مذہب کی ضرورت تو غریبوں کے لیے ہے

کالج سے جنھیں ہیں امیدیں مذہب کو بھلا کیا مانیں گے
مغرب کو تو پہچانا ہی نہیں قبلہ کو وہ کیا پہچانیں گے

میم نے شیخ کو ڈانٹا تو یہ بولے وہ عجب — دیکھیے توپ نے لاٹھی کو دبا رکھا ہے

بھائیو گیہوں کا آٹا ڈھائی آنہ سیر ہے — پھر عجب کیا ابن آدم زندگی سے سیر ہے

دل میں اب نور خدا کے دن گئے — ہڈیوں میں فاسفورس دیکھیے

یہ ینگ پارٹی کی بنا کس غرض سے ہے — واللہ یہ علاج تو بدتر مرض سے ہے

اب تو پنڈت جی کا ہائی مارک ہے — دل میں پیکر ما نہیں ہے پارک ہے

اس بت کے لب رخ کا لیا بوسہ پس از عقد — پھر خاطر مشرق کا یہی مول یہی ہے

تجربہ خود ہی بنا دیتا ہے مرشد اکبر ـــــ سچ کہا آپ نے پیری میں مریدی کیسی
دلیری سکھاتے ہیں ہم سب یہ کہہ کر ـــــ جہنم سے ڈرنا بڑی بزدلی ہے
مری کھیتی تو ایک ٹڈی کی چڑیوں نے چاٹ لی ہے ـــــ میں کیوں پوچھوں جگہ ٹھاکر کی جنتا کو ملی ہے
نظر میں تیرگی سی ہے اور رگوں میں ناتوانی ہے ـــــ ضرورت کیا ہے پڑھنے کی جہاں پیری کا پانی ہے
مرا تو زیادہ مشرقی ہے شیخ صاحب سے ـــــ کہ وہ موٹر پہ چڑھتے ہیں یہ موٹر سے ٹھٹکتا ہو
شراب میں سب جمع ہیں مجھے نہ پی پی کہیے ـــــ آپ اس بوتل کو گر زہر کہہ دیں پی لیجیے
ماسٹر کی بحث اگر مانیں نتیجہ ہے یہی ـــــ اب ہیں اچھے جانور پہلے بُرے انسان تھے
الہٰ خانہ یا ہر اک کو مغرب نے پاس کر کے ـــــ سید بھی کودے کھسکے برسوں سپاس کر کے
پہلے سنتے تھے صدائیں مرد میداں کون ہے ـــــ اب تو یہ سرگوشیاں ہیں میری گوئیاں کون ہے
تعلیم جو دی جاتی ہے ہمیں وہ کیا ہے فقط بازاری ـــــ جو عقل سکھائی جاتی ہے وہ کیا ہے فقط سرکاری
گئے برہمن بچے پاس لیکر جو اپنے جھگڑے کو شیعہ سنی ـــــ بگڑ کے بولا کہ جاؤ بھاگو ملکش تم بھی ملکش ہم بھی
بگڑ کے مولوی کو کیا پوچھتے ہو کیا ہے ـــــ مغرب کی پالسی کا عربی میں ترجمہ ہے
بیک گردش چشم نیلوفری ـــــ نہ انجن بماند نہ انجینری
بے حجابی مری ہمسایہ کی خاطر سے نہیں ـــــ صرف حکام سے ملنے میں مزا آتا ہے
قدر دانوں کی طبیعت کا عجب رنگ ہے آج ـــــ بلبلوں کو یہ ہے حسرت کہ وہ اُلّو نہ ہوئے
فکر سارنگی کی ہے نہ کنگن کی ـــــ اب تو دُھن ہے انگلش فرنگن کی
جب شمع ہو تو اسکی حفاظت ضرور ہے ـــــ فانوس کوئی رکھ نہیں سکتا الاؤ پر
نام میرا دفتر اعزاز سے خارج ہے اب ـــــ پارک کی زینت میں میری قبر بھی خارج ہو اب
یہ دال لب گنگ کبھی گل نہیں سکتی ـــــ گلو کے پٹانے سے بالکل نہیں سکتی

پیٹ مسعود ہے کلرکی میں — دل ہے ایران اور ٹرکی میں

کانٹے بونے لگے سب تکسپیر پڑھ کے عزیز — گل کھلائیں گے کہاں تک یہ گلستاں والے

ہو گیا ہے الہلال آماجگاہ تیر غرب — اس نئے دور فلک کی چاندماری دیکھئے

کھینچو نہ کمانوں کو نہ تلوار نکالو — جب توپ مقابل ہو تو اخبار نکالو

ضبطی پرچۂ توحید ہوئی خیر یہ ہے — قل ہو اللہ احد ضبط نہیں خیر یہ ہے

صاف کہتا ہوں میں خوش یا ہوں ناخوش مولوی — آسماں اب چاہتا ہے سولوی کش سولوی

رباعی

تھے کیک کی فکر میں سو روٹی بھی گئی — چاہی تھی شئے بڑی سو چھوٹی بھی گئی

واعظ کی نصیحتیں نہ مانیں آخر — پتلون کی تاک میں لنگوٹی بھی گئی

قطعہ

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں — اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا

پوچھا جو میں نے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا — کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

قید مرکورٹ پہ ہر بوسہ پہ اک مضمون ہے — عشق میں کیا ہو نرا قانون ہی قانون ہے

بابو صاحب کا یہ ہے شکوہ کہ افلاس بجا — سچ تو کہتے ہیں کہ بھلی نہ سہی بھات سہی

سچ کو کیونکر جائے کار خانگی کو چھوڑ کر — اتنی کثرت ہو جو ہونگی گر تو بگی کیا کرے

شیخ جی کے دونوں بیٹے باہنر پیدا ہوئے — ایک ہیں خفیہ پولس میں ایک پھانسی پا گئے

ڈائری میں ہو گیا تھا اختلاف اندراج — لڑ گئے خفیہ پولس سے کل کراماً کاتبین

سہول بر حق تو ساڑھے سات سے پہلے نہیں کھلتے — ولیکن انکے مرغے کی سحر خیزی نہیں جاتی

اس وعدہ خلافی پہ کرو غور کسی دن — ہر روز یہ کہتے ہو کہ اب اور کسی دن

خیال حالت قومی سے دل کو پست کرتا ہوں — مگر جب انکا بنگلہ دیکھتا ہوں ہمت کرتا ہوں

مؤرخ اور صوفی میں بھی بیشک فرق ہے اکبر — کہ وہ مصروف ماضی اور اسکو حال آتا ہے

داڑھی خدا کا نور ہے بیشک مگر جناب — فیشن کے انتظام صفائی کو کیا کروں

نکالیں تو در فیض عام کھلتا ہے — جو منہ لگائیں تو اُن کا گدام چھٹتا ہے

نہ کٹ سکتے نہیں نہ یاں کانٹا چھری ہے — مگر کمی ہے تو کھچڑی کیا بُری ہے

دُھن دیس کی تھی جسمیں کھانا تھا اک ولائتی — بسکٹ سے ہے ملائم پوری ہو یا چپاتی

شانِ نمازِ اکبر شاہانہ ہو چلی ہے — مسجد الگ بنائیں اپنی میاں وفاتی

رقبہ تمھاری گاؤں کا میلوں ہوا تو کیا — رقبہ تمھاری دل کا تو دو انچ بھی نہیں

بوئے وفا نہیں ہے مسوں کے اصول ہیں — بس رنگ دیکھ لیجئے گملے کے پھول ہیں

بھائی صاحب تو سُنا فکر مساوات میں ہیں — شیخ صاحب کو سُنا ہے کہ حوالات میں ہیں

بابو ہمیں نگل گئے اس عہد میں تو خیر — رہنا پڑا ہے نبیوں کو مچھلی کے پیٹ میں

عالم وحدت میں کثرت رنگ دکھلانے لگی — ہوش کے ڈکر ڈوکی میں میں کی صدا آنے لگی

جب غم ہوا چڑھا لیں دو بوتلیں اکٹھی — ملا کی دوڑ مسجد اکبر کی دوڑ بھٹی

حضرت کی شعرگوئی کچھ مستند نہیں ہے — کہنے کی ایک حد ہے بکنے کی حد نہیں ہے

حقیقی اور مجازی شاعری میں فرق یہ پایا — کہ وہ جامے سے باہر ہے یہ پاجامے سے باہر ہے

کیا خبر خلد سے کیوں حضرت آدم نکلے — ہم تو مصروف ہیں گیہوں کی خریدار ہیں

لاکھ چھانٹیں وہ مذہبی باتیں — فرق ہے شیخی و کلرکی میں

لیڈر کو دیکھتا ہوں تصوف پہ معترض — کالج کے کیسٹر پڑ گئے دلِ فقیر میں

اصطلاح بت بے پیر اُسی پر ہے درست — جسکا مرشد نہیں استاد نہیں پیر نہیں

تعلیم اسکی اچھی جو اپنے گھر میں خوش ہو — مذہب اسی کا اچھا جسکو پولس نہ پکڑے

تعلیم کی بدولت ان کو بھی ارتقا ہے — جو مارتے تھے مکھی اب مارتے ہیں چھپے

فرما گئے ہیں یہ خوب بھائی گھورن — دنیا روٹی ہے اور مذہب چورن

سایہ مدت ہوئی غبار بنا — پائنچوں میں بھری ہو اب بھی ہوا

مغربی تعلیم ہو اور ہوم رول بات ہو — لطف موسم ہے یہی مینڈک ہوں اور برسات ہو

حرج کیا روپیہ جو کاغذ کا چلا — شکر کر روٹی تو گیہوں کی رہی

نبوت کا زمانہ اور تھا اب اور ہی مٹ ہے — وہاں سینہ میں قرآں تھا یہاں سینہ میں پاکٹ ہے

ملا یہ کہہ رہے ہیں میرا رسالہ دیکھو — صوفی کا ہے اشارہ میرا پیالہ دیکھو

ملا پکارتے ہیں منطق کی جنگ اچھی — صوفی کا ہے اشارہ حق کی ترنگ اچھی

ملا یہ کہہ رہے ہیں قرآن بہانے سے پڑھیے — صوفی یہ کہہ رہے ہیں معنی سمجھ کے پڑھیے

دوستی کی آپ سے فرصت نہیں اس شوخ کو — یا کسی کے سامنے سے یا غلامی کیجیے

ہر چند کہ ہے مس کا لونڈر بھی بہت خوب — بیگم کا مگر عطر حنا اور ہی کچھ ہے

بت کو تیرے زیادہ بہتر ہیں ٹھہر تکیے دام — ہمیں کا میکدہ ہے غفلتوں کا دور ہے

دل اُسکے ساتھ ہے کہ خدا جسکے ساتھ ہے — لیکن خبر نہیں کہ خدا کسکے ساتھ ہے

مرزا غریب چپ ہیں اُنکی کتاب ردی — بدھو اکڑ رہے ہیں صاحب نے یہ کہا ہے

محو اضافہ وہ بت کھسوٹ پرست ہے — کہتا ہے آخرت کا یہی بندوبست ہے

خواہ صاحب کو تم سلام کرو — خواہ مندر میں رام رام کرو

بھائی جی کا فقط یہ مطلب ہے — جسمیں روپیہ ملے وہ کام کرو

کون کہتا ہے کہ تعلیم زناں خوب نہیں — ایک ہی بات فقط کہنا ہے یاں حکمت کو

دو اُسے شوہر و اطفال کی خاطر تعلیم — قوم کے واسطے تعلیم نہ دو عورت کو

جان صاحب

آپ کا نام گرامی میر یار علی تھا لکھنؤ آپ کا مسکن تھا مگر آخر عمر میں بوجہ حصول معاش رامپور میں قیام رہا۔ آپ کا کلام تمام و کمال ریختی ہے۔ مگر وہ اصل ضلع جگت کا گورکھ دھندا اور صنعت مراعات النظیر اور تناسب الفاظ کا ایک طلسم ہے پھر بھی جو کچھ ہے انکے واسطے مایۂ ناز تھا۔ دوسرے کسی شخص کو اتنی شہرت اس قسم کے کلام میں نصیب نہیں ہوئی۔

شان میں اللہ کی مطلع وہ ہے دیوان کا جیسے بسم اللہ پہلا لفظ ہوا قرآن کا
کیا منہ ہے منہ چڑھائی کوئی اس زبان کا کس مردوے کو علم ہے میری زبان کا
جمشید کا پیالہ مری فکر ہے. بُوا مضمون آئینہ کیا سارے جہان کا
معنی کے بدلے رہ گئی اب شعر میں جگت
ایجاد پہنوا انگرکھا ہاتھی کے تھان کا
چوری ہوئی پتا نہیں ملتا ہے مال کا گھر گھرا ہی کر دوں گی گلہ کوتوال کا
زیب النسا کی طرح میں کہتی ہوں وہ غزل مردوں سے ہو جواب نہ میرے سوال کا
سوتے ہیں اب وہ چین سے مخمل کے فرش پر گھٹا ہوا نصیب نہ جن کو پیال کا
ہمسائی ابھی کے سر کی قسم آئیو ضرور کونڈا کرونگی جمعہ کو سید جلال کا
دردوں کے مارے مرتی ہوں لیتی نہیں خبر کیا کھولنا تمھیں نہیں آتا ہو فال کا

کہتی ہوں ڈلمیں جب سے مجھے تو نظر پڑا ‏— خالق بچائے جان ہلا کو نظر پڑا
ہوتی تھی عید ہمکو سمندر میں اس گھڑی ‏— ٹھہرا جہاز جب کوئی ٹاپو نظر پڑا
یہ سات پیڑھیوں کے ہوا بعد اتفاق ‏— کنبے میں بھگا کے دولہا جو نظر پڑا
مسی خراب ہوتی ہر کو کا تو ڈھونڈ لا ‏— سوسن کو طاق میں نہیں ماجو نظر پڑا
جیس مروڑے کے پیچھے مرا گھر ہوا خراب ‏— برسوں کے بعد پھر وہی موا تو نظر پڑا

خصم دوجو رو دوں کاٹے بوا جو سر کا پانسہ ہے ‏— بری حبس سے کر گیا سامنا ہو دیکھا دولت کا
لگا میٹھا برس جب سے یہ صورت زہر لگتی ہے ‏— کہیں شادی کر پیغام اب صغری کی نسبت کا
بدل لی آنکھ طوطے کیطرح ٹیں ٹیں لگا کرنے ‏— اڑے دنیا سے جلدی نام ایسے بیمروت کا
پڑھائی کیوں زلیخا مولویصاحب نے یوسف کو ‏— کیا خانہ خراب اسکو دکھایا کوچہ الفت کا
وہ تھے استاد تجھکو جانصاحب انسی کیا نسبت ‏— کیا ہے نام روشن ریختی نے تیری نسبت کا

کلوارنی پہ مرتا ہے تف اسکی ریش پر ‏— قاضی کے گھر میں کیوں نہو چرچا شراب کا
اماں خدا کے گھر میں جو ہوتا ہمارا دخل ‏— پانی کے بدلے مینہ برستا شراب کا
رنڈی کسی شرابی سے تیری لگی گی آنکھ ‏— تعبیر سن جو خواب ہے دیکھا شراب کا
مشتاق سوت پر پڑے خالق مرا دوبال ‏— بٹ جائے اسکے حلق میں پھندا شراب کا
آنکھیں کسی کی دیکھ کے بیہوش ہوگئیں ‏— نرگس کے منہ پہ دو اجی چھینٹا شراب کا

چال رسوائی کی لوگو یہ ہے اکثر چلتا ‏— دلسے لاچار ہوں کچھ بس نہیں اسپر چلتا
تو ہی دیوانی وہاں جاتی ہو سنگیں خانم ‏— لونڈیوں میں پری خانم کی ہے پتھر چلتا
ہمکو اس باغ میں جینا ہی میں گرد وادتی ‏— میرا شمشاد پہ قابو جو صنوبر پہ چلتا
ساتھ رہتا پری خانم کے وہ سایہ کیطرح ‏— عشق اگر ہوتا تو ڈولی کے برابر چلتا

رشتہ بنا ہے کا توڑینگی وہ جوڑیں طوفاں — خوب ثابت ہوا اب جوڑ مے مجھ پر چلتا
شوم نبیوں سے جلا ہوا ہے جو چوسر کھیلے — چال وہ مجھ سے نکلے گز کی نہ کیونکر چلتا

سوم سکے گھر میں میاں کی دال بھی گلتی نہیں — برم راکس جان لیگا آنکھ لیگا کال کا
رکھیا کس سوم کا ہو پیٹ جو جنتی نہیں — تیرھواں مہتاب کو یہ چاند ہے شوال کا

گو آنکھ لگا مردوا تھا چھوٹی کا دیور — کسنبہ میں مرے جا کے بڑا نام کر آیا
باندی کو مری پیٹ دکھانے کی ہو عادت — ہے ناف سے پاجامہ جو نیچے اترایا
پریوں کا طبق چھوڑ دیتی دیوانی نہو جاؤں — کچھ کھوٹ ہے جو خواب میں دریا نظر آیا
پچکا نہ تھا کچا تھا وہ جن سے پری خانم — کل سسر پہ چڑھا آج نگوڑا اترایا

ساس نند دیکھی محبت سے میں قربان گئی — جاؤں میکے نئے منگوا دو سواری مرزا
تم سلامت رہو صدقے میں تمھارے صاحب — کتنا پہنوں گی ابھی گوٹا کناری مرزا
باتیں ارک رک کے پسند ہی نہ کرتے صاحب — کچھ بھی ہوتی جو تمھیں چاہ ہماری مرزا

بلاتا کون ہے مشکی کر اسکا منہ کالا — تری بلانے سے عنبر اگر نہیں آتا
نہ پھنکا ڈھیلا نہ کھنکارے چپ چلے آئے — کسی کے گھر میں کرلی بے خطر نہیں آتا
ہماری اسکی تو منہ دیکھنے کی محبت ہے — مہینوں گھر پہ مرے بے خبر نہیں آتا
لڑائی جھگڑا بکھیڑا کرے بلا میری — رہیں وہ کسی کے گھر مجھ کو شر نہیں آتا
خصم کا مال تو بھی یار کو کھلا دونڑی — ہمیں تو لاکھ کا گھر خاک کر نہیں آتا

گرگٹ کی طرح کالا کبھی لال ہو گیا — غصہ سے مرد وے کا عجب حال ہو گیا
نوروزی جان پوڑے وہ دن اب کہاں رہے — بچہ تو جنتے جنتے تجھے سال ہو گیا
کیچڑ میں کوڑی دیکھیں تو دانتوں سے لیں اٹھا — اے اشرفی زمانہ بھی کنگال ہو گیا

جو قدر دان ہمارے تھے اے جان چل بسے
جب تو ہمارا اندنوں یہ حال ہو گیا

آرزو بندی کی ہے خالق سے اک دن یہ بھی
کھائے بھیں تلوار کا اور پھول تو گھے ڈھال کا
بڑھی خانم پھونک کر خالی نہ کر اپنا دماغ
بے ادب لڑکا تھا کتا بن گیا سسرال کا

لیجا مری گودی سے نہ ہنس روتا ہی بچا
اب نام خدا ہوش سنبھالا نہیں رہتا
کھلتی ہیں جبھی ٹھوکریں کھانیکی حقیقت
سرور جو کوئی چاہنے والا نہیں رہتا
کیا ڈرتی ہو ماموں سے محرم میں بھی زنڈی
مو بات تری چوٹی میں کالا نہیں ہوتا
اک پیٹ رہے ہمکو تو سو نخرے ہوں پیدا
مردوں پہ تو کوئی بھی کسا لا نہیں رہتا
اے جان مرا خرچ تو تنخواہ پہ رکھتا
رنڈی کی تمہیں حیلہ حوالہ نہیں رہتا

کوٹھے پہ چڑھ کے رنڈی کرتی ہو تو جو کنگھی
میں بیچ خوب سمجھی یہ بھی ہو جال تیرا
کوئی تو آ پھنسے گا اُلو موا نگوڑا
ہے جال ساز سمجھی ہر بال بال تیرا

گئی تھی دیکھنے باجی میں سو بیچ کنڈ کا میلہ
بچی ہوں بستی بستی مردوں کا یہ ہوا ریلا
اجی پتھر پڑے ایسی ہنسی پر سنگی خانم کی
لگا ہے اوجھی کیا آکے سیری آنکھ میں ڈھیلا
مجھے کسبی سمجھ کر گھورتا ہے دیکھو میلے میں
ہمیوں لڑکا باجی سیری گود میں جو ہے کھیلا
اگر باور نہیں آتا ملا کر دیکھ لو صاحب
مری نارنگیوں سے آپکا بہتر نہیں کیلا

جو سنتا مرتا ہے فرہاد لوگو شیریں پر
وہ بس کی گانٹھ تھا خر دبھی زہر کھا جاتا
میں بات کرتی جوانوں میں تو سے اے صاحب
ذلیل ہوتی تو بندی تمہارا کیا جاتا
خدا دکھائے نہ بیڑو کی آنچ کا صدمہ
یہ وہ جلاپا ہے ہرگز نہیں سہا جاتا

کیوں جاتے ہیں باہر ہوں بھلا مُغلانی
اُدھڑی دو بار گر ٹھیک نہ آئی انگیا

دمبدم لوٹ کے میں سر سے سنا ہے جھڑتے
لے بی مہتاب بنی گویا ہوائی انگیا

کوزہ اُن چھاتیوں سے ٹپکے ہے جو پہنے
میں تو کوسوں گی مری جسنے چرائی انگیا

اب بھلی مانسیں کیا پہنیں جو یہ پہنائیں
اپنی جُرُدو نکو مُٹھے کنجڑے قصائی انگیا

کرکے تم غم میں بن گئیں مُردہ
اُوئی در گور کیا یہ حال ہوا

نو صنوبر سے دوستی کرکے
موئے شمشاد کیا نہال ہوا

چپکے رہنے میں تھا حرام وہ کام
ایک دو بولوں سے حلال ہوا

مال تل بھر نہ جائے گا تقسیر
کوئی دانا جو کوتوال ہوا

مجھکو بھی وہ بن ہی خوب لالوں راگ
ڈومنی کا اُنھیں خیال ہوا

جان صاحب رہا وہ تنگ سدا
جسکو حاصل کوئی کمال ہُوا

میں گرا تو بھی گرا پاؤں نہ تیرا ٹوٹا
تیرے دل کو تو کل آئی مرا پہونچا ٹوٹا

اے گل اندام یہ خوشبو جو چلی آتی ہے
شاید عطار کے کیوڑے کا قرابا ٹوٹا

کیا لیں تاوان امیر سے پری خانم ہم
چار پیسہ کا موا شیشہ تھا ٹوٹا پھوٹا

باجی سمدھن ہیں مری کرسی کے احمق ہے سوا
بیٹھنے کو دیا داماد کو مونڈھا ٹوٹا

خدا نے بدمنی کو قوم تمہاری کی کیا پیدا
بڑا ہر ایک سے رتبہ نہ کیوں سمجھیں چمار اپنا

دیکھنے ہی دیکھتے کیا ہوگیا
میں تری تو جان میرا ہوگیا

کیا ہوا چل دُور تجھ سے او موئے
بیاہ میرا اور ہی جا ہوگیا

مجھ سے موتی کھو گیا نتھ کا جو
کل تھا جھوٹا آج سچا ہوگیا

اب نظر میں انکی میں بڑھتی نہیں ‏ دلسے اُتری جب سے پھکا ہوگیا
میں نہ بولی اس سے دو ذن اکرات ‏ گلبدن جسدن وہ ترچھا ہوگیا
بل بہت کرتا تھا سکلے کی طرح ‏ ایک ہی جھٹکے میں سیدھا ہوگیا

کیا کہوں سُن سُن کے باتیں ہول کی
جان صاحب مجھکو دھڑکا ہوگیا

تف اس بہادری پہ بنا مُردوا ہی کیوں ‏ چھوڑا پڑا صحن میں لے تراجی وہل گیا
خورشید کیا کہوں انھیں آنکھوں کے سامنے ‏ گرگٹ کی طرح رنگ زمانا بدل گیا
تصویر اُن کی دیکھ لی آنسو نکل پڑے ‏ بچہ ہی تھا کھلونے پہ آخر مچل گیا
دے دے کے چھینٹے کر گیا مفلس سڑن کو ہٹے ‏ سقہ نگوڑا بھی پری خانم کو چھل گیا
دائی یقین دل کو ہے گر جائے گا حمل ‏ تنھا سا لڑکا خواب میں کل پیٹ مل گیا
منھ زور سب میں جتنی ہیں نخاس والیاں ‏ انکا ہدی میں نام ہے جنیاں نکل گیا
کل کا نبور ناک کریا کی کٹ گئی ‏ لڑکا بغل میں لیکے گلنار نکل گیا
لیکے دل ہوگیا بیگانہ نہ اپنا نکلا ‏ جس سے کی دوستی دشمن ہی نگوڑا نکلا
یار کے واسطے بیجان خصم کو چھوڑا ‏ تو کھرا سمجھی تھی وہ اُس سے بھی کھوٹا نکلا

مرگئی سوت مگر غم نہیں بھولا مجھکو
جانصاحب نہ کبھی دلسے یہ کانٹا نکلا

دولھا نے جب دُلھن کو زناخی کیا سوار ‏ ہجولیوں کے رونے سے کہرام ہوگیا
تیری تو بیٹی حاملہ تھی او ہی نیک بخت ‏ بن بیاہا میرا لال تو بدنام ہوگیا
رنڈی نہ کربلا میں کوئی جائے ہوا ‏ حاکم کا لکھنؤ کے یہ احکام ہوگیا

بنکے بگڑی بات کیا قسمت ہمارا جان کی   چاند سا یار آکے دروازے پہ کیسا پھر گیا
کل جو عیدی آئی لاڈو جان کی سسرال سے   رکھ لیا باجی نے کیا مشاطہ لورکیا پھر گیا
دیکھ دلیں جان صاحب نہیں رسوا ہوئی
گھر محبت کا بکا ور گو ڈھنڈورا پھر گیا
ڈر نہ ظالم سے دوانی ہے بڑی ظالم تو   ایسے شوہر کتنے رکھیں تیری بلا سے پیدا
پچھلا جوڑا اڑسونے کا دولھا کے سامنے   میں نے دولہن پہ ڈومنی کو وار کر دیا
مرزا مقیم سیکڑوں دل آتے ہیں جوہری   گو میں نے گھر کو جوہری بازار کر دیا
باتیں تمھاری جورو کی چھریوں سے کم نہیں   اے بنیا ایسا جورو کو خونخوار کر دیا
دولھا بنائے رکھتی ہیں ایجان آپ کو
بندی کو مفلسی ہی نے ناچار کر دیا
نوج بلواؤں اُسے اوہی وہ قربان گیا   جسنے اصلیح مجھے رات کو ہلکان کیا
کھانا چرا کے خوب نہیں ماں سے پان کا   منھ کی کہیں کھلائے نہ چسکا زبان کا
بیڑا تو بی اُٹھایا خدا سرخرو کرے   سرسبز ہوں پتہ جو لگے خاصدان کا
چھوٹے دیور سے مرے پڑ دا کیا   باجی صاحب اوہی تم نے کیا کیا
مردوئے کہتا ہے میں نے کیا کیا   تو لے بس بوا یہ شر پیدا کیا
پیٹ سے اچھے نکالے تم نے اُلو   ایک گھر کر دوسرا پیدا کیا
کل گئے دیکھ دکھائی آج شکل   اپنا کہنا تم نے اے مرزا کیا
آنا جانا میرے گھر کا چھوڑ دو   تم نے رنڈی کی بہت اچھا کیا
عشق جس دن سے کیا کیا کہوں کیا کیا بھولا   عمر کی یاد میں سارا ہمیں کنبہ بھولا

بیاہ ہوتے ہی دُلھن جان کو میکا بھولا — چین سسرال میں پلے اجی بھولا بھولا
کھیر انگکڑی کیا بچوں کو مری بھابی نے — اُن کو وہ کوسنا اب تک نہیں بھیا بھولا
اے بُوا پتھر کا دل ہے اُس موے بے پیر کا — تھا لکھو گھر میں خالق کے مری تقدیر کا
کیا کیا ہے دھوپ میں باندی نے سر اپنا سفید — آج تک آیا نہ شیریں کو پکانا کھیر کا
اشرفی خانم کی چوری اے پری خانم کھلی — ہے بنایا توڑ کے توڑا مری زنجیر کا
اے نگوڑی کیا پھرے گی ہو کے تو ننگی گلے — بن نہ سودائی ارے سودا نہ کر زنجیر کا
پیسہ تھا پاس سمجھتے تھے ہر آن آشنا — یا دُور دُور کرتے ہیں ایمان آشنا
کرتا رہا وعدہ تو یونہی دھوکے دہری کا — مانوں گی میں اقرار نہ اب ایک گھڑی کا
دور بھی کر او ماما کلو — کوسا ہو گا کوسا ہو گا
سوکھا سا کھا گوُرا گوُرا — کملو کا گھر والا ہو گا
بچی جو موئی میری واملا بہت رویا — مرنے پہ کھلی اُلفت ناشکو ثبت دیا
جو دل میں ہوا جو رو سے تدبیر نہ کہنا — پچھتائیگا دلمیں موے بے پیر نہ کہنا
مُسوں کا بال بال پہ اب تھانہ ہو گیا — کنگھی جو کی تو سچ کے یہ فتانہ ہو گیا
بچی ہوا زمانہ کی تجھکو نہیں لگی — مستانیوں میں بیٹھ کے مستانہ ہو گیا
لیلیٰ سی تو نے پالی ہے کیا کوئی کلموہی — مجنوں کی طرح مردوے دیوانہ ہو گیا
طے کیا عشق کا جھگڑا نہ کسی قاضی نے — اس عدالت میں موا کوئی نہ عادل آیا
ہے روانی سے سو آج کا دن آجکی رات — گھر سے نکلو نہ ذرا آجکا دن آجکی رات
اے میاں ناچ نہ موقوف ہو سارے سماں — دیکھ لیں اور مزا آجکا دن آجکی رات
تیسرے دن نہیں جانے ہمیں کب کے گھرے — اور رہ جاؤ بُوا آجکا دن آجکی رات

کہدی حسناؔ سے مہرن نے ملاقات کی بات　　پیٹ کی ہلکی ہو اکدن تو یہی رات کی بات

نوج ہوں آفتاب کے مانند　　کیوں جلوں میں کباب کے مانند

بادھر آئی تو اُدھر بھاگی　　ہے جوانی بھی خواب کے مانند

اگر سنے گا نہ میری کوئی یہاں فریاد　　اجی وہاں تو نہ جائیگی رائیگاں فریاد

رات کو خواب میں لیلی نے کہا بندی سے　　تونے پھر زندہ کیا نام مرا میرے بعد

جیتے جی بندی کو اللہ دکھائے سہرا　　مجھکو کیا لوگو جو گھر اسکا بسا میرے بعد

سچ میں کہتی ہوں بی بخشو طرحدار　　رکھے عصمت مری بچی کی خدا میرے بعد

کارخانہ میں خدا کے ہے کسے دخل بُوا　　بچے تم پہلے جنیں بیاہ ہوا میرے بعد

مرجاؤں تو نہ آئے وہ بندی کی گور پر　　کیا ہوں گدھی میں جان دوں بہرام گور پر

ماں سے ہمکو سوا ہے پیاری ساس　　باجی دنیا ہو اور ہماری ساس

جو ہمراُن کے کھلے ہیں بھوؤں پہ　　چھریاں نندیں ہیں اور کٹاری ساس

بولوں بڑھ کر تو ذبح کر ڈالے　　ہے وہ جلاد بی ہماری ساس

اُس سے اچھی رنڈی بھی ایسی ہی ہوگی

جانصاحب کی ہے گنواری ساس

ہے دولھن جان تجھے دولھا سے بیکا لحاظ　　رات کو نیو نہیں رہنے کا زنہار لحاظ

بدزبانی نہ کرو اُن سے بڑی بوڑھی ہیں　　ساس سسروں سے دلھن جان ہے دور کا لحاظ

ہر کسی سے نہ اُلجھ جان بقول آتش

بات بڑھ جاتی ہے کھو دیتی ہے تکرار لحاظ

جعفر زٹلی

بزرگ نارنول کے سادات تھے شاہزادہ معظم محمد اعظم شاہ کی سرکار میں خواصوں میں ملازم تھے۔ ان کے کلام میں یاوہ گوئی کا عنصر غالب رہا۔ اور ہمیشہ نظم و نثر کو اسی رنگ میں رنگتے رہے۔ چونکہ انکے عہد میں اردو زبان کی بالکل ابتدا تھی اس واسطے ان کا کلام فارسی میں ہے تو یہی یہاں پیش کیا جا سکتا ہے۔

جعفر زٹلی نے ایسا کیا　　کہ مکھی کو مل مل کے بھینسا کیا

کشتی جعفر زٹلی در بھنور افتادہ است　　ڈبکو ڈبکو میکند دریک توجہ پار کن

مثنوی در بیان لاڈری

من آں رستم وقت روئیں تنم　　کہ دہ پاپڑ از مشت خود بشکنم
کنم روزن اندر چپاتی بہ تیر　　برآرم دمار از سر مور سیر
کشم گردن پشہ را در کمند　　مگس چند را من درآرم بہ بند
بپوشم اگر جوشن جنگ را　　ہزیمت دہم پسوی لنگ را
بصد حملہ بال مگس بر کنم　　قطار دو صد مور برہم زنم
اگر بر زنم پنجہ در دال بھات　　فتد ہیبت خوف من در جہات
بدوزم ز رمح سنان دود را　　شگافم بہ خنجر دل فالودہ را
دریں دور ثانی رستم منم　　بتاسہ بگرز گران بشکنم

بهنگام خشم و ترود و تلاش　　کنم غرق انگشت در دال الش
من آن شهسوارم که روز نبرد　　بر آرم بیک مشت از چیه گرد
چنان بسملم رشتهٔ خام را　　که سازم خجل رستم و سام را
من آنم اگر اسپ جولان کنم　　چل خانهٔ موش ویران کنم
چغر سازم از خنجر آبدار　　به حلوا و خیرات در وقت کار
اگر بر کشم تیغ تدبیر را　　ببرم سر شیر تصویر را
تهمتن منم گر کشم تیغ خشم　　تراشم به ضرب یک موی پشم
نه آنم که بگریزم از گورخر　　بر گرزش کنم سینه خود سپر
به نام و نشان جعفر دردمند　　چو گرز خر آوازهٔ من بلند
اگر بشنود شوم آواز من　　کنم نزع زا دار دساز من
فتد لرزه از من در اندام شوم　　کنم زهر پیوسته در کام شوم
سر مسکان بر سر دار به　　به بردار به ملک در غار به
بترسد دل شوم از شاطران　　چو از باز و شاهین دل طایران
چو بیند مرا شوم تهور کند　　چو از گربه هر خیکه کرد کرد کند
اگر بنگرد صورت من کلنگ　　بگریزد چنانکه گودکان زاغ و پل

بیا جعفر این قصه کوتاه کن
بسمت جناب سخی راه کن
در غنیمت شمردن زندگی

جعفر به بوستان جهان دم غنیمت است　　شادی نصیب گر نشود غم غنیمت است

چوں دال روٹی آمدہ فرمان کردگار — گر بیشتر بہم نرسد کم غنیمت است
در خانہ کہ صوت زن جنگ جو بود — زاں خانہ محنت سفر و رم غنیمت است
گر جشن ہر دو عید نباشد مرا نصیب — زاں گریہ ہائے ماہ محرم غنیمت است
قالین و سوزنی نبود گر میسرت — پارینہ کہنہ بستر جاجم غنیمت است
گر اتفاق دیدن درنیمیم نیست — نظارہ سوئے دانۂ شبنم غنیمت است
گر شیوۂ گدائی و خواری طلب کنی — پس نوکری شاہ معظم غنیمت است
دو پیازۂ کباب نباشد اگر ترا — زاں ساگ خام بھجیۂ شلغم غنیمت است
تربوز و خربوزہ نبود گر میسرت — یک سیر بھانک کھیرا بالم غنیمت است

جعفر بیا بہ کنج قناعت نشیں بصبر
تا کے کنی کہ اینم و آنم غنیمت است

جعفر ابر سر عروس جہاں — چند پاپوش و چند کلہ بزن
زانکہ ایں بائیسے نکرد وفا — بر ہمہ نقد و جنس ٹلہ بزن

جعفرا زاغ بہتر است از تو — کہ دم صبح می شود بیدار
خفتن صبح نور می کاہد — عشرت آرد خدا شود بیزار

مدعی اندر خانہ با حسن و نزاکت چوں پری — دل ببر دکشت دارد از رہ رامشگری
لیکن از ناداری خود برنمی آید بلے — عصمت بی بی سبب باشد ورا بے چادری

جوانی بگذرد در حسرت حال — بہ پیری پیش آید دولت مال
بہ نزد جعفر مسکیں سخنداں — بداں ماند کہ بوسہ بعد انزال
زدن طعنہ بر مغلاں نادرست — نہ بد گفتنی نا نبیاں را بجا است

بزرگاں نکو گفتہ اند این مثل — خطاے بزرگاں گرفتن خطاست
منم باز ایناں یکرنگ دمساز — منم با مغلان ہمرنگ و ہمراز
بلے ہست این مثل بر حسب عالم — کند ہمجنس با ہمجنس پرواز
جعفرا شکر کن کہ در عالم — جابجا نام تو زٹلی شد
شہرت مرد بہتر از ہر قسم — ہر کہ گم نام زیست تلی شد
جعفرا ہر کرا است قوت باہ — گر کند چار زن روا باشد
در نبا توئے کند یک زن — پیش زن خوار و بر ملا باشد

تاریخ

سکہ زد بر گندم و موٹھ و مٹر — بادشاہ تسمہ کش فرخ سیر
کھٹکا لگا دیوار کو جعفر کہ اب کیا کیجئے — خطرہ پڑا بازار کو جعفر کہ اب کیا کیجئے
گھوڑا تو تیرا لنگ ہے کوئی نہ تیرے سنگ ہے — چلنا پڑا بازار کو جعفر کہ اب کیا کیجئے

ناز

آپ کا اسم گرامی سید حسین ہے۔ رائے بریلی کے مضافات کے رہنے والے ہیں۔ عربی۔ فارسی انگریزی ہندی۔ اُردو کے جاننے والے ہیں۔ طبیعت میں بے حد ظرافت ہے۔ اور پڑھنے میں اور بھی لطف آتا ہے کہ کیسا ہی مضحک شعر ہو مگر بدقسمتی سے آپکو ہنسی نہیں آتی۔

ہزاروں اور اچھی اچھی چیزیں تھیں زمانہ میں — یہ مگر اُس بیوقوف دوجہاں کو دل پسند آیا
اسی ٹٹی کے پیچھے کھیلتے ہیں یہ شکار اکثر — جناب شیخ کو انداز ریشا ل پسند آیا
ہماری گردش قسمت دکھاتی ہو انھیں نامے — فلاور مل کو بھی انداز بیریل پسند آیا

تیمم کرنے کے لئے پاس جو قابل آیا — پاؤ بھر ساتھ میں لیتا ہوا غسل آیا
فعل مفعول کی جبکہ پڑھی صرف کبیر — ساتھ مفعول کے پکڑا ہوا فاعل آیا
اب ملیڈر نہ کہو دو مجھے لیڈر کا خطاب — اب تو کھدر کا انگرکھا بھی مرا حل آیا
ایک دانہ بھی ہے اس قحط میں ملنا دشوار — شکر کر شکر کہ ہونٹوں پہ ترے تل آیا

مجنوں میاں نے ڈھیلا جو مارا گھما کر — لیلےٰ او چک کے پردہ محمل میں رہ گئی

اسے وہ قتل کر دیتا ہے جس نادان سے لگتا ہو — غضب معشوق کا میرے بلا کو خاص لگتا ہو

سوال وصل پر انکو حیا آئی حجاب آیا — مگر میں بھی بڑا ہی مسخرا تھا جھٹ سے آیا
حسینوں کے عجب ٹھنب جمائی بزم رندانہ میں — لپک کر کھا گئے فوراً اگر کوئی کباب آیا

نزاکت کا غرور اچھا نہیں ہوتا ہے سُن لیجئے — بگڑ کر ٹھونک دونگا میں اگر مجھکو عتاب آیا
جوانی میں ہر اک صورت حسین معلوم ہوتی ہے — دُلہن بن جائیگی جسدن گدھی پر بھی شباب آیا

سوز دل سے میں چراغ بزم ساقی ہوگیا — رات بھر جلتا رہا اور صبح ٹھنڈی ہوگیا
ہوں رسالہ میں بھی اک تذکیر اور تانیث کا — رات بھر مرغا رہا اور صبح مرغی ہوگیا
اُس مس کمسن کے رُخ پر دی جو تو نے چپت — وہ لگی کہنے کہ اُو دل کیا نوابی ہوگیا
کل جو گرزیاں کھیلیں انسے لطف حاصل ہوگیا — دو مری بھاوج بنے میں انکی بھابی ہوگیا
اب اُنھیں یہ فکر ہے اسپر کریں کیونکر ستم — اتفاقاً جوتہ کھانے کا میں عادی ہوگیا
اُس بت کمسن نے ڈالی ناک میں جسکی نکیل — اونٹ ہو وہ یا کہ عاشق ہو بلاتی ہوگیا
دیکھیں کیونکر کہیں اب اُس بت بے پیر کو — وہ ابھی بے پیر ہے اور میرا شادی ہوگیا

اسطرح کی بہار ہے اب روئے یار میں — کمرکھ لگی ہو جیسے کسی سبزہ زار میں
لیلیٰ کے قافلہ میں عجب اہتمام ہے — مجنوں میاں ہیں اونٹوں کی اگلی قطار میں
مت جاؤ فاتحہ کے لئے قبر غیر پر — ٹانگیں پکڑ کے کھینچ ہی لیگا مزار میں
لیلیٰ کے ساربان کے نشتر غمزے دیکھئے — مجنوں میاں کے کان بندھے ہیں مہار میں
معلوم ہوگیا سبب اضطراب بھی — وہ کودتے ہیں جیسے دل بیقرار میں
دعوت کے ساتھ ہی مری انسلٹ بھی ہوئی — بینگن کے چھلکے ڈالے ہیں اُسنے بگھار میں

بیری پہ بیر کھائے وہ ماہرو ہمارا — بندر سے ہے زیادہ وہ خوش گلو ہمارا
ملتا تو صرف تم سے شیک ہینڈ مانگتا جو — ہم سے چھڑا کراتی کیا آرزو ہمارا
کسطرح سے عبادت اب ہوسکے گی واعظ — دیکھا اُسے تو ٹوٹا فوراً وضو ہمارا

ناصح کا بھی بڑھاپا اچھا رہا بچپن میں — کچھ فرق ہی نہیں ہے داڑھی میاں اور کج میں

جب بچار بگڑے تو بھاگے وصل کی شب — کیا سمجھا آئی ٹن ٹن ٹنا ٹنن میں
دشمنی کے لئے تیار ہے بلی والا — کیوں بنایا ہمیں اللہ نے مرغی والا
لغا ناداں ہے کمبخت سمجھتا ہی نہیں — تڑ ند کر کہتا ہے اک لڑا ہوں ٹنی والا
شب غم کی تیرگی میں یہ کہا کیا میں شب بھر — دیا دیا سلائی فریادرس آگئی
باتوں احمق بنانے میں یہ مشغول ہیں — آپ ہیں پورے بلیڈی کے پچار غول ہیں
کیا قلندر رہ گیا میں کیا مچھندر رہ گیا — ریچھ پہلے رکھتا تھا اب ایک بندر رہ گیا
لیکے منڈی سے دیا بورا مجھے اچھر کا — عاشقوں سے کام وہ لینے لگے مزدور کا
وہ بیوفا ہے مگر کتنا خاندانی ہے — کہ باپ بہشتی ہے ماں اسکی مہترانی ہے
اگرچہ اور بھی غم ہیں ہزار ہا مجھکو — شب فراق مگر سب غموں کی نانی ہے
ہر اک پلک میں ہو مضمحل جوش شباب — کھنچی ہوئی بت سنگ کی کمانی ہے
یہ کسکے غم میں بنے سوگوار ہم اختر — کہ سر کھلا ہوا ہے ساری آسمانی ہے
چڑھتے ہیں دیکھو ہزاروں اسکے اوپر رات دن — وہ بت بد خو مزار تیغ ستم ہو گیا
جب سے دشمن نے چڑھائیں بالیاں اس شاخ کو — سچ تو یہ ہے میں زبس سد لگے الو ہو گیا
یہ ضعف کا عالم ہے کہ ہوں کہہ نہیں سکتا — مرغا ہوں مگر کوکڑوں کوں کہہ نہیں سکتا
پیرزن نے جب سنائی مرگ شیریں کی خبر — کوہکن کی یہ خبر سنتے ہی نانی مر گئی
ہائے قسمت کب ہوا ہے وہ بت بد خو جوان — جبکہ میری نوبت جوش جوانی مر گئی
حاضری میں مل گئے کچھ شیرمال و پوریاں — شہر میں جب کوئی رنڈی خاندانی مر گئی
خیال اُن کا رہتا ہے سر پہ سوار — اسی سے وہ مجھکو گدھا جانتے ہیں
سحر اُٹھتے ہی آہ کرتے ہیں روز — ترے غم کو ہم ناشتا جانتے ہیں

ہے معشوق میرا جو مجھ سے بڑا — اسے لوگ میری ودّا جانتے ہیں

محبت اسکو کہتے ہیں محبت ایسی ہوتی ہے — جو لوں کو تیرے پا جانے کی ہم کشش

بلاتے بھی ہیں اور پھر بزم سے مجھکو بھگا دیا — مجھے رہنے کو بھی اب مری غرض

اسی سے آگ لگتی ہے ہمارے جسم اور دل میں — تری گرمی الفت کو ہمک آتش

غرض یہ ہو کر تیر ہر طرح سے بان نیچے ہیں — نہ ہم دانش سمجھتے ہیں نہ ہم کا ہش

ثابے میں مجھکو بتلایا جبکہ یار نے — تو ہمیں سمجھ کے. ہمیں بھی شب بھر

کیا بال بال خرچ ستمگر کے سامنے — سوچیں مند امیں اس بت کے

بچھڑے ہوئے ترے در پہ پڑے رہے — جس بات پر اٹھے ہم اسی پر اٹھے

جوش جنوں میں باندھ کے اسکے ہاتھ پاؤں — کھینچنے سے وہ بند ہے ہتھے بھی

اسکے خرام ناز نے کیں لاکھ تخریباں — مرے بہاں گرتے تھے دیکھ پر گرتے

فرمائشیں میں جورو کی کرتا ہوں گو یہ سب — گھنگرو تو لائے ہیں قلاب چڑھے

آزاد کیا ہے رنڈیوں نے — جورو کا غلام ہو گیا ہوں

پروا نہیں ہے اطلس و کمخواب کی مجھے — کیا چیز ہے یہ میری رنگا کے سیا

سیلے نے سب سہیلیوں کو حکم دے دیا — کوئی نہ کچھ کہے مری مینا کے سیا

عشرت ہے اک مجھکو تو غم ہیں ہزار ہا — تولہ بھی کوئی چیز ہے دھنیا کے سیا

پھر رہا ہوں اس بت کا ذکر کے آس پاس — پھرتا ہے بگولا جیسے کہ تہسیل کے سا

اسطرح داڑھی آپ کے منہ کے قریب ہو — منوا کا ہو جیسے گردھنیا کے سا

جب سے کچھ فارسی پڑھی ہے — اس روز سے تیل بیچتا ہوں

عاشق ہوں شباب یار پر میں — بازار میں بیل بیچتا ہوں

ہے محل یار جو تصور میں   اونٹوں کی نکیل بیچتا ہوں
…بلایا اُسنے مجھ کو محفل مولود میں   میں مجرا لایا ڈہلانے چند ہنڈیاں کھیر کی
…ہے بھائی کیوں پیارے ساتھ میری ماں کا دودھ   کیوں بہن کے واسطے ترکیب ہے ہمشیر کی
…نغ نامعقول کہتے ہیں مجھے لے ناز وہ   جب ہے مسہل میں ضرورت تمکو نہیں انجیر کی
…نکھوں پھر کے ہمیں رنج میں کیا کیا اے ناز   یہی کیا کم ہے کہ کل رات کو روٹی نہ ملی
…ست محل رات میں بیٹھا تھا کہ در آ پہونچی   میں نے ڈھونڈی بھی مگر مجھ کو لنگوٹی نہ ملی
…ر منڈا کر ہاتھ میں تسبیح لیکر رات ناز   جانب بتخانہ جب پہونچے تو پٹوانے گئے
…ر لنی ہی نہیں عادت مری محبوب بھٹیاری   وہی کدو کا سالن تو وہی بیگن کی ترکاری
بہت بیتاب تھی دل میں مرے طاقت جوانی کی   ملی بیت الخلا میں رات لڑکی مہترانی کی
تری خاموشیوں نے مجھ کو نظروں سے گرایا ہے   ادا میں تجھ سے اچھی ہے ابھی تک تیری نانی کی
…ر میدان الفت عاشقوں کے خون پی پی کر   نماز بنگیا ہے یا چقندر، چوٹی والا
بلا جاڑے کے موسم میں لنگوٹی تک نہیں ملتی   وہاں پہنے ہوئے پھرتا ہے جمپر چوٹی والا
جو ہم خوشی سے کسی روز سر منڈاتے ہیں   تو کیا غضب ہے وہ آ کر چپت لگاتے ہیں

چناں

چناں مرحوم لکھنؤ کے نہایت مشاہیر شعرا میں سے تھے۔ انکا اصل کلام انکے اصلی تخلص کے ساتھ شائع ہو کر جا بجا پھیل چکا ہے۔ چونکہ مرحوم نے اپنے اس قسم کے کلام پر کبھی افتخار نہیں کیا۔ اور ہمیشہ اپنے اصلی نام کے ساتھ اس کلام کو مشہور نہیں ہونے دیا۔ اور تا صبح حیات اس کلام کو تفنن طبع سمجھا اسلئے ہم بھی نام ظاہر کرنا نامناسب سمجھتے ہیں۔ صرف کلام ملاحظہ فرمائیے۔ اور انکے اصلی حالات مآخذ سے اسی خیال کو مد نظر رکھیے۔

اثر تھا بار غم ہجر یار ہر فن کا ۔ مرے پلنگ کا کھٹمل تلا کئی من کا
یہ نامہ بر ہے تپاسم کر یار پر فن کا کہ آم سکے در پہ لگا ہے درخت بینگن کا
گلے میں ڈال دے میرے بھی عشق کا پٹا کہ میں نے دیکھ لیا طوق تیری گردن کا
دھواں نکلتا ہے ہر بار ساتھ نالے کے نہ کیوں گماں ہو دل سوختہ پر انجن کا
کرو علاج اگر سر میں بال خورا ہے، لگاؤ تیل ہمارے چراغ مدفن کا
بڑھی ہے صدمۂ فرقت سے اتنی نزوری چبا رہا ہوں دہانہ تمہاری توسن کا
وہ آج قبر کو کھدوا کے لے گیا تختے نشاں مٹا گیا سب حرم میرے مدفن کا

دعا چناں کی یہ ہے اس کا منہ سڑے یارب
چراغ آکے جو پھونکے ہمارے مدفن کا

ٹپکتی ہے جو نقالت بھی سخن سے گرانی بھی کھٹمل ہوں باغ جنت کا دستو یا باغ رضواں کا
شہیدان وفا سب چونٹیوں کی طرح بٹیں گے نہ کیجئے گا ارادہ بھول کر گور غریباں کا
دل عشاق کا کیوں اسقدر لٹو نچاتے ہو کھلا جاتا ہے بل ایمان تمھاری زلف پر فن کا
چناں صاحب تجاہل سے تم اخلاص تغافل سے پتلو شلوار ہے اب ذرا چاک گریباں کا

دیکھنا پھر تو بکے گی ڈھیلے ڈھیلے عندلیب — اور انڈے چونچ میں دو دو ڈھیلے عندلیب
یہ بڑھی ہے اسکے ٹٹو کی نزاکت باغ میں — چال چلتا ہے جو پیچھے سے ڈھکیلے عندلیب
آئی ہے فصل خزاں پکنے کو ہیں برگد کے پھل — دیکھنا ہو جائینگے کوؤں کے ریلے عندلیب
بلو نے بند ہوا دیا جب سے ٹٹو باغ میں — ہو گئی تیار کھا کھا کر بہیلے عندلیب

اے چناں ہرگز نہ اسکے آشیاں کو دیکھنا
آج پنجوں میں لئے بیٹھی ہے ڈھیلے عندلیب

نہ تو اچھے ہیں نہ بیمار ہیں آپ — نہ ہیں اسپار نہ اسوار ہیں آپ
پہلے تھے آپ نہایت لاغر — اب تو جیسے کہیں تیار ہیں آپ
دیجئے ہاتھ سے اپنے نہ شراب — نہ کہے کوئی کہ کلوار ہیں آپ

جب سے دل لیگئے کہتا ہوں چناں
بڑے عیار ہیں مکار ہیں آپ

شاید کھلی نہ آنکھ ہماری تمام رات — در پر رہی کسی کی سواری تمام رات
گائی جو آگئے اُن کے کہار تمام رات — ڈھولک بجا کے ہم نے گذاری تمام رات
وہ آئے شام کو تو میں نادار جیب تھا — مانگا کئے کہار کہاری تمام رات
ساجھا کر دسحر کو جو لیموں نچوڑ کے — تو ہم پکائیں آج نہاری تمام رات

پھر بھی نہ قطع نخل محبت ہوا چناں
اسے چلائی زور سے آری تمام رات

وہ بہروں بات کر سکتے نہیں سر جو بیٹھے ہیں — ہوئے پھر کس طرح مشہور خوش گفتار کیا باعث
نہیں تم میں تو شرح مرہمیں تحریری تلوار کے پھل میں — تو کیوں منہ کھولتے ہیں زخم دامندار کیا باعث

چلو نخاس میں بیچو رساول لیکے ہانڈی میں
چناں بیٹھے ہوئے ہو گھر میں کیوں بیکار کیا باعث

روٹی نہ ملے گی جو ہوا مجھکو خلل آج — اللہ کرے خیر کہ کھایا ہے کھٹمل آج
گر یار کہے گا مری محفل سے نکل آج — کہدوں گا کہ گھر تک مرے پہنچا بیکو مل آج
کل یار کے گھر جاؤں گا کونڈوں کا ہو وعدہ — کھانے کے لئے بھوک کے لیتا ہوں عمل آج

لے واہ چناں واہ چناں واہ چناں واہ
واللہ کہ بے مثل کہی تو نے غزل آج

اس حور کو پسند ہے لنگور کی طرح — منقار زاغ میں ہو لیں انگور کی طرح
صحرائے عشق میں نہیں جب شکستہ پا — منزل تمام کرتا ہوں تیمور کی طرح
بگلے کی طرح عشق میں جو اسفید ہے — چلنے لگا ہوں چال انیغور کی طرح
دیوار یار میں نے گرائی ہے دوستو — اینٹیں اٹھا رہا ہوں میں مزدور کی طرح
باتیں کریں گے آکے بلندی پہ آپ سے — کنڈوں کے ڈھیر پر رہے ہیں طور کی طرح

دیکھا نہ ماکیان چناں کو کبھی کڑک
بیٹھے دبے گئی وہ انیغور کی طرح

راضی ہوں سر کا درد ہو یا ہو جگر کا درد — سب سے بھلوں نہ مجھے جو خدا دے کمر کا درد
کس کس کے باندھ شام سے پتے ارنڈ کے — جاتا رہیگا صبح کے ہوتے ہی سر کا درد
میرا خیال ایک فقط آپ کو نہیں — حیوان میں بھی ہوتا ہے مادہ کو نر کا درد
پٹی پکڑ کے اس نے جو کھینچی تھی لے چناں — اک عمر اے چناں نہ گیا میرے سر کا درد

فرد: زاہد اے دل سو بھی ہیں ابھی دل دمین — ہے آشکار لطف کہسار مُنکر اندر

دریا کی طرح جاری ہر وقت ہے رطوبت — کیا موجزن ہے بحر خمار کمر کے اندر
چونے سے چپک گئے ہیں یوں تنکے منہ میں چھالے — پھولا ہوا ہے گویا گلزار منہ کے اندر
پانوں کے نام سے وہ پہونچا رہے ہیں چونا — تیار ہو رہی ہے دیوار منہ کے اندر
آب باراں لے چلاں ہیں حقہ بردار دل کے پاس — سنتے ہیں آتا لہو ہے شیشۂ ہیکل کے پاس
مرتبہ جتنا ہے جسکا وہ کبھی گھٹتا نہیں — کیوں دو شالہ اپنا رکھتے ہو ترکمل کے پاس
یار کے رخ پہ مخطط کے فوس کچھ خال ہیں — آج آبادی نظر آئی مجھے جنگل کے پاس
پھر رہے ہیں لوگ ہر سو ہے جو دلبر کی تلاش — بیٹھ کر گھر میں خیال کرتے ہیں نوکر کی تلاش
اصفہاں جاتا ہوں آتا ہوں کبھی ایران کو — ہے جو مجھ کو ایک شیرازی کبوتر کی تلاش
روٹی بھی میں لے چکا ہوں مال و زر ابھی مل — رہ گئی ہے بس فقط اب گوشت استر کی تلاش

کھینچتا ہے کھال ہاتھی کی خیال گہ اونٹ کی
ہے جو منظور نظر کچھ دن سے لسبر کی تلاش

جو بناتے تھے مکان یار خاص — مر گئے افسوس وہ معمار خاص
قصر تن کی بھی مرمت چاہیے — کچھ بنانا چاہئیں اوزار خاص
دوسرے خیاط کی کیا جان ہے — سی نہیں سکتا ترا شلوار خاص

ہو چکی تھی ختم غضب شلوری
ہے خیال سے گرم یہ بازار خاص

کر دیے کچھ غرض ہو نہ دالان سے غرض — ہے وحشیوں کو آپ کے میدان سے غرض
مطلب ہے ہمکو یار سے نتھ بالیوں سے کیا — کچھ ناک سے غرض ہو نہ کچھ کان سے غرض
گونگے کو کچھ بھی خوف نہیں ہے گناہ کا — لاحول سے غرض ہے نہ شیطان سے غرض

باتیں لگے تیوروں میں وہ جھٹے نکل کے — کشتی نہ چاہیے ہے نہ کچھ خوان سے غرض
کھُد جائے گھر صنم کا جہاں گر تو خوب ہے
وحشی ہیں ہم ہمیں تو ہے میدان سے غرض

ممکن ہے بھلا آپ کی فرقت میں کہاں ضبط — کھنچ آئیں سب آنتیں ہیں کروں گرچہ فغاں ضبط
گر جنسِ محبت کے خریدار نہ ہوں گے — ہو جائے گی ساری دلِ مضطر کی دکاں ضبط
جسطرح سے چھینے گئے ہتھیار سبھوں کے — ہو جائے الٰہی ترے ابرو کی کماں ضبط
ہے مملکتِ دل پہ تو اس شوخ کا قبضہ
ڈرتا ہوں نہ ہو جاؤں کہیں میں بھی یہاں ضبط

آتی ہے فصل محرم جاؤ گھر گھر مانگنے — پر جلاؤ میری تربت پہ جہاں سے پاؤ شمع
دل کی چربی لو ہمارے اور رشتہ زیست کا — دوستو یوں اسکی محفل کے لیے بنواؤ شمع

چیچک کے نہیں چرخ کے بندہ یہ عیاں داغ — یہ سب ہیں ستارے جنہیں سمجھے ہو جہاں داغ
کس جرم پہ جلتی ہوئی لکڑی مجھے ماری — دکھلا تو لگا ہے تری پھلجھڑی میں کہاں داغ
دل بیٹھا گیا کیسا مری جاں لیٹ گیا ہے — اسدرجہ ہوا ہے تری فرقت کا گراں داغ
مبروص وہ شاید نہ مجھے مشہور کرینگے — مل دیتے ہیں چونا میں دکھاتا ہوں جہاں داغ
فرقت میں بھی جلتے ہیں ترے وصل میں بھی ہم
المختصر اے یار جبیں داغ جہاں داغ

انگلیاں ساقی دکھاتا ہے کہ دونوں پھوڑ دوں — آنکھ اٹھا کر دیکھ لیتا ہوں جو ساغر کی طرف
عید کے دن یوں گلے لیتا وہ مجھے دوڑ کر — جسطرح باز آتا ہے کبوتر کی طرف
بیستوں پر ایک بورا بھیجکے بیٹھا رہے کوہکن — ہے جو وہ شیریں تو خود آئے گی شکر کی طرف

میں جو ہوں تپتے ہوئے کشتۂ بیماری ہم ہیں
ہاتھ رہ رہ کر بڑھاتا ہے چھالیسری کی طرف

گھبرا کے رہتے ہیں گھر کو ترے بغیر عاشق — بیٹھے رہتے ہیں شام سے بیدار عاشق
بھنے بہا غرض سب کو جو دھڑکن کی شکایت — گھبرائیں نہ کیونکر جو حرق نیلوفر عاشق
عاشق کا چھتاں عین غزل بھر میں ندارد
معشوق کو دیتے ہیں اسطرح سر عاشق

یا ندیدہ جانتے ہیں مجھکو یا وہ بدنظر — فیل سے نوشی میں کہتے ہیں کہ سلغر لگے
شب کا یا ایذا رساں یہ دن کا وہ ایذا رساں — ہوں الگ بے چین میں کھٹمل سے مچھر سے الگ
چیختا ہوں تو دباتا ہے وہ لیزم سے گلا — چپ رہوں تو کوٹتا ہے مجھکو گلے سے الگ
رات بھر بجاتی ہے گھر گھر ٹوٹتی ہیں رسیاں
اے چھتاں مادہ کو بند ہوا نے نہیں نر سے الگ

تیری آمد سے کچھ ایسی ہوئی الجھل قاتل — گر گئی بھاگنے میں جیب سے مخمل قاتل
سنتے ہیں بال کو کم کاٹتی تھی تیغ اصیل — اس سے ہم پھرتے ہیں اوڑھے ہوئے کمل قاتل
تھا زمانہ کہ کبھی تیغ بکف رہتا تھا — ہاتھ میں اب تو لئے پھرتا ہے موسل قاتل
نام سے تیرے کیوں لرزتا ہے دل عالم کیوں — خواب میں تونے تو مارا نہیں کھٹمل قاتل
قبلہ رو دیکھ تو لیٹا ہوا ہے کیا چھتاں
ذبح کر بہر خدا اس کو معجل قاتل

تھک گئے ہیں لپٹنے میں بار ہم — کب سے بیٹھے ہیں پس دیوار ہم
قتل کا جو خوف تھا جاتا رہا — کل جو اٹھا لائے تری تلوار ہم

رکھ کے کٹتے ہیں ہتھیلی پہ سطر — بیچتے ہیں یہ دُرِ شہوار ہم
رات کاٹی چکوے چکوی کی طرح — دو رہے اُس پار اور اِس پار ہم
قصرِ دل کی کچھ مرمت کا ہے قصد — مول لینے جاتے ہیں اوزار ہم

تارِ گیسو بھی نہ ٹوٹے یار جھوٹ سے
ملے چناں ایسے ہوئے ہیں نڈھال ہم

پھر اُنھیں نزلہ ہوا اس سال میں — ناک پھر بہنے لگی ہر حال میں
ہو اگر فرہاد کو شیریں کا عشق — ڈال دے شکر چنے کی دال میں
ہو رہا پیکیں اریں جام شراب — جیسے جھولا ڈالے کچنال میں
دانت جب ٹوٹے تو پھر پاپڑ کہاں — کھانے روٹی بھگو کر دال میں
چھپ کے آیا ہے رقیبِ روسیاہ — کچھ نہ کچھ ہے آج کالا دال میں
آج یوں وعدہ ہوا ہے وصل کا — رات کو آنا مری سسرال میں
سب سے پہلے فرہاد شیریں کا پتہ — چیونٹیاں لپٹی ہوئی تھیں کھال میں

اب جنھیں بیگم جواں ہیں ملے چناں
اپنی شادی کیجیے اس سال میں

دن کو تارے دیکھ لیتا ہوں سدا — سوجھتا ہے پر بہت کم رات کو
اُن کا مجھ مارنے کا ہے گماں — ہم کیا کرتے ہیں ماتم رات کو
بے سبب کب سانس کتنی تھی بری — پڑھ رہا تھا یار کا دم رات کو
چڑھ کے گاڑی پر وہ آئے میرے گھر — باندھ کر ڈنڈا ہو ادھم رات کو
نیند میں مدہوش ہوتے ہیں جناں — بات کرتے ہیں بہت کم رات کو

اسقدر بالوں سے رگڑا تن بدن ... سنگ پاتک ہو گئے ہم آئینہ
میری مضحک شکل گر وہ دیکھتا ... طاق سے گرتا دھما دھم آئینہ
جانتا ہوں دیکھ کر میلا غلاف ... کھا گیا ہے پیس کر سرسم آئینہ
شکل حوا کی نظر آنے لگی ... کیوں لگایا قد آدم آئینہ
یہ مجنوں پوچھتا تھا ساربان سے ... میاں یہ اونٹ تم لائے کہاں سے
یہ بلبل کہہ رہی ہے باغباں سے ... کہ اب گرتے ہیں انڈے آشیاں سے
تنا کنگھی کی تیری گر کے دل میں ... جوئیں جھڑنے لگیں لاکھوں نہ بال سے
طلوع مہر پر کہتا تھا یہ قیس ... مری لیلےٰ نے جھانکا آسماں سے
تہ و بالا ہوئے جب تو کھلا حال ... زمیں چت ہو گئی ہے آسماں سے
ہے اُسکے در پہ سب لنگوں کا مجمع ... چلے گی آج لاٹھی پاسباں سے

گل بُلبل کو دی لا کر چڑھائے
یہ آتی ہے صدا قبر خیاں سے

شب فرقت سے کہیں روز وصال اچھا ہو ... پیچ یہ ہو ماش کی روٹی سے سُہال اچھا ہے
جسکے چُھو جائے لہو بند نہ ہو لے صیاد ... تیز نشتر سے مرے مونچھ کا بال اچھا ہے
جان عشاق کی۔ لیتی ہے تپ صفراوی ... نزع کے وقت تو آلو کا زلال اچھا ہے

اے چناں وہ ابھی سُن لیں تو نکالیں آنکھیں
گر کہوں آپ کی بکری سے غزال اچھا ہے

ریاض

میں پرانا ہوں ترا چاہنے والا اے دوست
وہ بھی جلوے مری نظروں میں ہیں جب طور نہ تھا

شوق سے میں نے رہِ عشق میں کاٹے ہیں پہاڑ
کوہکن ہو تو ہو میں تو کوئی مزدور نہ تھا

نہ آیا ہمیں عشق کرنا نہ آیا
مرے عمر بھر اور مرنا نہ آیا

ستا کر وہ کہتے ہیں کس بھولے پن سے
ہمیں وعدہ کر کے مکرنا نہ آیا

ریاض ایسی دیوانگی روزِ محشر
ارے چھوڑ کم بخت دامن کسی کا

مے چرانے میں ہمیں ہے یدِ طولیٰ کیسا
ہم اڑا لائے سبو آج اچھوتا کیسا

جا لیے جائیے ہم حشر میں سنتے کے نہیں
آئیے آئیے اب وعدۂ فردا کیسا

حشر کے روز امنڈ آئی ہے ساری دنیا
دیکھنا یہ ہے کہ ہوتا ہے تماشا کیسا

قرض لایا ہے کوئی بھیس بدل کر شاید
مے فروشوں کا ہے واعظ سے تقاضا کیسا

کب سنتے ہیں کہ ہو گھر پڑے داتا کا ریاض
زندگی ہے تو فقیروں کا بھی پھیرا ہوگا

صدقے صبح وصل کے شکوہ مرا جاتا رہا   اُن کا شکوہ رہ گیا میرا گلا جاتا رہا
دست شفقت اسطرح اک رند نے پھیرا ریاض
بیٹھ کر یادِ خدا میں جھومنا جاتا رہا ؛ ؛

میں دست شوق پیارے گردن میں ڈالدوں   سکتے ہیں وہ گلے کا مرے ہار کیا ہوا
شوخی سے ہر شگوفہ کے ٹکڑے اُڑا دیے   جس غنچہ پر نگاہ پڑی دل بنا دیا
سیاں وہ سے وے ہو لی آکر کہ اکی توبہ   ہم سمجھتے تھے کہ محشر میں تماشا ہوگا
یہ دن ہی حشر کا ہو کر رہے گا دو جو ہونا ہو   ارے جھوٹے کچھ اب قول و قسم سے ہو نہیں سکتا
چھپ کے راتوں کو کہیں آپ نہ آئے نہ گئے   بے سبب نام ہوا آپ کا روشن کیسا
ہمنے دیکھے ہیں مقامات تجلّے اُنکے   طور کہتے ہیں کسے وادیٔ ایمن کیسا
تو دہری جائیگی اس گھر سے خبر نکلی کوئی بات   نگہ شوق یہ دیوار میں روزن کیسا
باغباں کام ہمیں کیا ہے وہ اُجڑے کہ رہے   جب ہمیں باغ سے نکلے تو نشیمن کیسا
ہنگام نزع گریہ یہاں بیکسی کا تھا   تم ہنس دیے یہ وقت بھلا کیا ہنسی کا تھا
مے چھین کر کسی سے جو پیتے تو تھا قصور   جب دام دے کے پی تو گنہ کیا کسی کا تھا
یہ اپنی وضع اور یہ دشنام میفروش   سنکر جو پی گئے یہ مزا مفلسی کا تھا
ہوش کسکو کون روکے جام سے   ساقیا لے ہم چلے ساغر گرا
جانے بھی دے مجھے میخانہ سے   نشہ ہوگا لا شب تنہائی کا
پہلو سے یوں کوئی سر محفل نکل گیا   معلوم تک ہوا کہ مرا دل نکل گیا

چن چن کے آج شیخ نے انگور رکھا لئے — اب کیا رہا ہے تاک کا حاصل نکل گیا

میرے گھر قبل تبرک کے یہ ساماں نکلا — آستیں قیس کی فرہاد کا داماں نکلا

وہ مزے وصل کے وہ مینہ کا برسنا رم جھم — اُف رے برسات کی رُت ہائے رے برسات کی رات
میں نے چھیڑا تو کس ادا سے کہا — کچھ سُنوگے مری زبان سے آج
نیچی داڑھی نے آبرو رکھ لی — قرض پی آئے اک دکان سے آج
ترا اٹھان ترقی کرے قیامت کی — ترا شباب بڑھے عمر جاوداں کی طرح

جواں ہونے نہ پائے تھے کہ وا آیا حسینوں پر — اجل یہ کیسی آئی کیا کرو گے تم جواں ہو کر
کوئی مُنہ چوم لے گا اس نہیں پر — شکن رہ جائے گی یونہی جبیں پر
لہو بیکس کا مقتل کی زمیں پر — نہ دامن پر نہ اُن کی آستیں پر
دن کو روزہ عید شب کو ہے عجب شغل ریا — رات بھر پیتا ہے یہ مو مسلماں آجکل

محشر میں حوریں جام بکف پائیں زاہد — اچھے رہے یہاں بھی تمہاری دعا سے ہم

جو آج وصل میں اس طرح جو سے جاتے ہیں — انہیں لبوں سے سنی ہے ہزار بار نہیں
جناب شیخ نے جب پی تو منہ بنا کے کہا — مزا بھی تلخ ہے کچھ بو بھی خوشگوار نہیں
حنا لگا کے پہونچتے ہیں گلرخوں یاحق، — کچھ ان کی ریش مبارک کا اعتبار نہیں
یہ حشر ہے کہ الٰہی کوئی عدالت ناز — کھڑے ہیں دیر سے اب تک کوئی پکار نہیں

یہ الجھے ہیں رندوں سے کیوں شیخ صاحب — بڑھاپے میں کیوں ڈاڑھی رنگوا رہے ہیں

اسی لئے پیام وصل خود انکی زباں سے کہے ہیں — حیراں ہوں ایسے دیکھ کے بہکے کہاں کہیں

انہیں کبھی گھبرا کے تو میخانہ کو ہو آئے — پی آئے تو پھر بیٹھ رہے یاد خدا میں
کلیم جا کے جہاں اپنے ہوش کھو آئے — وہاں تو روز ہم آنکھیں لڑانے جاتے ہیں

چلے یہ کہہ کے بجھانے وہ شمع تربت کو
کسی کے دل کی لگی کو بجھانے جاتے ہیں

اک ٹیپ ماری زور سے زاہد کے ای ریاض
اب ہاتھ مل رہا ہوں کہ اچھی پڑی نہیں

مسا ریاض اک چلبلا سا دل ہو ہم ہوں
حسینوں کی بھری محفل ہو ہم ہوں

بوتل کا کاگ زور میں تو یہ کو لے اُڑا
ہم گل چلوں کے ہاتھ کی گولی رکی نہیں

ہم جانتے ہیں لطف تقاضائے مے فروش
وہ نقد میں کہاں جو مزا ہے ادھار میں

حسد تو تمھارے ہونٹوں کے جنبش ہنسی نہیں
اس ضبط کے نثار کہیں گدگدی نہیں

تمھارے کوچہ میں آئیں ہمیں قیامت ہے
کہاں یہ لوگ لحد سے نکل کے جاتے ہیں

کرینگے کیا نہ کرینگے جو مے سے ہم توبہ
کہ اب دکان پہ ملتی ادھار بھی تو نہیں

نزع میں یار سے پیمان وفا کرتے ہیں
اس دغاباز سے ہم آج دغا کرتے ہیں

بت اپنے آپ کو کیا جانے کیا سمجھتے ہیں
خدا کی مار سمجھ پر خدا سمجھتے ہیں

کبھی پی لی تو پی لی اب نہیں اسکی بھی کچھ پروا
الگ گوشہ میں ہم بیٹھے خدا کی یاد کرتے ہیں

ہائے سبزی میں وہ سیہ بوتل
کبھی ایسی گھٹا اُٹھی ہی نہیں

شیخ صاحب کیا چھپا کر لے چلے رومال میں
کچھ نہ کچھ حصہ ہے یاروں کا بھی اس مال میں

ہے ریاض آپ بھی پیتے ہیں پہ ہیں ریش سفید
ہائے نور کی شکل اور سیہ کاروں میں

ہم بند کئے آنکھ تصور میں پڑے ہیں
ایسے میں کوئی چھم سے جو آجائے تو کیا ہو

کیا جام دیا ہے مجھے کیا جام دیا ہے
ساقی کا بھلا ہو مرے ساقی کا بھلا ہو

داد خواہوں میں دم حشر جو دیکھا ہے ریاض
پیار سے پوچھتے ہیں بھول گئے تم مجھ کو

اے شیخ تو چرا کے پئے جب کبھی پئے
تیری طرح کسی کی نہ نیت خراب ہو

چلتے ہیں جب ریاض تو کچھ جھومتے ہوئے
جیسے پئے ہوئے کوئی مست شراب ہو

گلا بیٹھا ہوا حضرت اذاں کی دور کعبہ میں　　پھٹنے کو ہیں دبا لایا تھا ناقوس برہمن کو

مے میں ڈوبا نامۂ اعمال کا ہر حرف ہو　　رنگ وہ آئے کہ صدقہ سرخی شنجرف ہو

پاک طینت رند ہی کر مجھ کو پہنچائیں ثواب　　میری پونجی نیک کاموں میں الٰہی صرف ہو

اٹھو آؤ میکدے سے دو ساغر ریاض جلد　　آئے ہیں اک بزرگ پرانے خیال کے

چمن سے شیخ بھی الشکر کنا جو آئے　　ہم آئے پینے کو اور وہ پیئے وضو آئے

دلائے یاد جو وعدے تو بولے جھنجھلا کر　　یہ اور حشر میں لینے کو آبرو آئے

کھلیں نہ قبر میں جنت کی کھڑکیاں کیوں کر　　دماغ میں جو بسی ہے اسی کی بو آئے

ریاض آئے تو لوگوں نے میکدہ میں کہا
کہاں یہ آج بزرگ فرشتہ خو آئے

آئی بھی خم ابر سے تو آئی ہے پانی　　اب اونچی دکانوں سے بھی اچھی نہیں آتی

ہماری نظر حشر میں شیخ پر بھی　　وہ سر پر لئے حوض کوثر نہ نکلے

ہمیں چاٹ کوثر کی دی واعظوں نے　　ملے ہمکو پیر مغاں کیسے کیسے

اہل حرم میں آج بنا جا کے شیخ وقت　　کافر ریاض پیر کلیسا کہیں جسے

آگئے میخانہ میں جب مسجد جامع سے ریاض　　ساتھ ہی آپ کے قبلہ سے گھٹا بھی آئی

خم مسجد میں مے ناب بھریں جاڑوں میں　　ٹھنڈے پانی سے وضو کرکے ٹھٹھرنے والے

واعظا انگور میں ہے دختر رز روبہ نقاب　　آنکھیں پھر میں جو ادھر تاک لگائے کوئی

بھرے خم ہم کیا کرتے تھے خالی اب یہی ہم ہیں　　بھری محفل میں خالی ہو کے ہم تک جام آتا ہے

ہمارا عیب کھلتا ہے نہ کھلتی ہے چھپی بوتل　　ہمارے کام کیا کیا جامۂ احرام آتا ہے

اس طرح کہ گھنگرو کوئی چھاگل کا نہ بولے　　جب حرم سے چلے گود میں چپکے سے اٹھالے

عادت وہ بُری شے ہے جو کمانے کو ملا بھی — بے مے کے مرے حلق سے اُترے نہ نوالے
دل نہ مانا حضرت واعظ کو آنے دیکھ کر — کچھ یونہی تھوڑی سی پی لی دل لگی کے واسطے
گود میں جھٹ سے بس اُٹھا لیجئے — چھم سے گھر میں جو کوئی آ جائے
شیخ صاحب برائیاں مے کی — اور جو کوئی چپت کی آ جائے
ہے ریاضؔ اک جوان مست خرام
نہ پیئے اور جھومتا جائے
آنچل ڈھلا رہا مرے مست شباب کا — اوڑھا گیا کبھی نہ دوپٹہ سنبھال کے
ہمیں تو جیتے جی کوثر کی پلوا — خدایا چھوڑ دی ہے تیرے ڈر سے
یہ ساقی نے ساغر میں کیا چیز دیدی — کہ توبہ ہوئی پانی پانی ہماری
پاک صاف ایسی ہے جسے پی فرشتہ بن گیا — زاہد وہ یہ حور کے دامن میں چھانی ہوئی
یہ زاہد بتوں کے ستائے ہوئے ہیں — کہ جب دیکھو ذکر خدا ہو رہا ہے
دیدے دیدے مرے ساقی ترے صدقے دیکر — دست رنگیں سے چھلکتے ہوئے پیمانے سے
جہاں ہم خشت خم رکھدیں بنا رکعبہ پڑتی ہے — جہاں جا کر ٹپک دیں چشمۂ زمزم نکلتا ہے
نہ شیشہ نہ سبو دہن ہے نہ خم ہے بے منہ کا — کھلے جو حضرت واعظ تو دل لگی ہو گی
جھجک جھجک کے لیا ہو گا ہاتھ میں ساغر — جو پی بھی ہو گی تو ڈر ڈر کے پی ہو گی
اُتر گئی سر بازار شیخ کی پگڑی — گرہ میں دام نہ ہونگے اُدھار پی ہو گی
ہجوم دیکھ کے سمجھے یہ صبح محشر ہم — کھلی دوکان کسی میفروش کی ہو گی
شریک مے میں کیا ہو گا آب زمزم بھی — ریاضؔ نے بس تو یہ کبھی جو پی ہو گی

چرکین

جیسا کچھ آپ کا کلام ہے اسکو سب جانتے ہیں ہم صرف نمونتاً کچھ کلام انکے ایک قدیم نسخۂ دیوان سے انتخاب کرکے پیش کرتے ہیں۔ آپ اپنے رنگ کے (جیسا کچھ کہ وہ ہے) ایک نہایت مسلم الثبوت استاد تھے۔ اور تمام دیوان کلام اسی رنگ میں رنگا ہوا ہے۔

گوہا چھی چھی ہوگی اگر دن گو سے گھیرا آبدست
مدعی کو گو میں نہلائے گا جاناں کا تپاک

فاتحہ گو گل جائے دینگے گوگا پیر کا
کم ہو غیروں سے اگر اس آفت جاں کا تپاک

آکے پاخانے میں کیسے چھپا بنتے ہیں لوگ
پاٹخانہ سے رہے کیا جسم عریاں کا تپاک

گھیسکے ہی رہتے ہیں اغیار نجس اُس ترک کو
لینڈیوں سے بڑھ گیا ہے شیر پستاں کا تپاک

موتنے میں تم جلی چپکی جو کری چھوڑ دو
برق باراں سے نہ چھوٹے ابر باراں کا تپاک

جم جائے جبکہ پاد میں اس دلربا کا رنگ
اُڑ جائے پھر تو بلبل رنگیں نوا کا رنگ

جب سے بڑھا ہے شیخ کا مہتر سے ربط
بدلا ہے گوہا چھی چھی سے انکی قبا کا رنگ

پاخانہ اسکے قبض سے رشک چمن بنا
گندہ بہار میں بھی نہ بدلا ہوا کا رنگ

اُس زعفراں لباس کے ہگنے میں یاد ہے
صندل میں کیا عجب ہے جو ہو کہربا کا رنگ

نیم بسمل نہ اسے چھوڑ کے گھر جا قاتل
رقص چرکیں کا ذرا دیکھ تماشا قاتل

موت کی دعا رسے بدتر میں سمجھتا ہوں اسے — کس کو دھمکاتا ہے چمکاکے دو دھارا قاتل
سنگیں ہو گئی ایسی مری صورت دم نزع — ہگدے دہشت سے جو دیکھے مرا لاشہ قاتل
دست بردست چلے آتے ہیں لے جلد خبر — تیغ کے ہمارے کا اب حال ہے پتلا قاتل

دست بردار جو ان باتوں سے آ جانے دے
قتل جرکیں کو نہ کر گو نہ اچھلوا قاتل

تنگ آئے ہیں دنیا کی گو ہا چمی بھی سے — ہو قبض روح نجس چھوٹیں اس عذاب سے ہم
فلک پہ طشت ستارے ہوں ٹکیاں گو کی — جو گو کے چھت کو نسبت دیں آفتاب سے ہم
ہوا نکی کھڈی میں صرف اپنی کالبد کی خاک — یہ چاہتے ہیں زمانہ کے انقلاب سے ہم
ہے دل کو الفت زلف بتاں نہیں معلوم — مروڑا اٹھتے ہیں کیوں ہر زمال نہیں معلوم
کیا ہے گو بھرے سفرہ کا وصف کسکے بیاں — غلیظ کیوں ہے ہماری زباں نہیں معلوم
بنا ہے چرخ برین طشت کہکشاں کھڈی — ہگے گا کون سا شوکت نشاں نہیں معلوم
ہوئی ہے زلف کے سودے میں اسقدر پیچش — امید زیست ہے مجھے مہرباں نہیں معلوم
ہمارے پاس بناتا ہے گھر جو اے منعم — ہمارے ہگنے کی کیا داستاں نہیں معلوم

ہمیشہ رہتے ہو بیت الخلا میں تم جرکیں
جہاں میں کس کو تمھارا مکاں نہیں معلوم

تمھارے ہجر نے صالح کیا جناب ہمیں — عمل کے دست سے بدتر ہے اضطراب ہمیں
دماغ کو یہ خوش آتی ہے اسکے گوز کی بو — کبھی نہ سونگھیں اگر دے کوئی گلاب ہمیں
پری کی طرح سے گو تھا سے بکھرے کینک — جمال اپنا دکھا او پری شتاب ہمیں
مروڑے پیٹ میں اٹھیں نہ کسطرح جرکیں — کسی کی زلف کا یاد آیا پیچ و تاب ہمیں

کپڑے پر کیں جب ہگتے ہیں عطر کے بدلے موت ملتے ہیں
نہیں کہتے ہیں غیر ہمکو برا اپنے منہ سے وہ گو اگلتے ہیں
کس شجر کے ثمر ہیں سیب ذقن نہ تو گلتے ہیں نہ سڑتے ہیں
بزم جاناں میں پادتا ہے جو غیر ہر طرف سے اخلاے ملتے ہیں
تپ کے بیمار کے تلے غمخوار پوتڑے صبحدم بدلتے ہیں

طبع جرکین بھی ظرف نہ سانچا ہے
گو کے مضمون جسمیں ڈھلتے ہیں

سگ دنیا جو ہیں کب جود و سخا سیکھتے ہیں گو بھی بلی کی طرح سے وہ چھپا رکھتے ہیں
پائخانہ میں کیا کرتے ہیں غیبت میری منہ وہ مبرز اس سے وہ چند سوا رکھتے ہیں
نیچے کے سرے نواسنج ہیں مرغان چمن پاد پاد اس گل خنداں کو رجھا رکھتے ہیں
گو ہا چھی چھی کے سوا کچھ نہیں حاصل اس سے گو وہ کھاتے ہیں جو امید وفا رکھتے ہیں

گوز کی بو سے معطر ہے جرکین کا دماغ
تجھ سے امید یہ اے باد صبا رکھتے ہیں

سمجھتا ہے اسے گوز شتر بیدرد محمل میں پس جنازہ گر شتل جرس فریاد کرتے ہیں
رقیبوں سے تو قارورہ ملا ہے اسقدر ان کا مصاحب جان کر بیت الخلا میں یاد کرتے ہیں
نجس ہے بیضہ مرغان حرم کی پاکر پاکیزہ نہیں اے شیخ صاحب آپ کچھ ارشاد کرتے ہیں
اٹھائے گو مرا کیونکر نہ مجنوں دشت وحشت میں سعادتمند لڑکے خدمت استاد کرتے ہیں
طلب کرنے نے اسکے کر دیا مجبور یوں مجھکو چلا جاتا ہوں ہگتا پادتا جب یاد کرتے ہیں
دنیا کی نجاست سے بری گوشہ نشیں ہے رغبت نہ کرے گو پہ کبھی زاغ کماں کا

ہیں گو کے جہاں ڈھیر وہاں جز سنِ گل تھے — کب بنز قدم باغ میں آیا تھا گماں کا
اپنے ہی کھڈّی گڑھو پہ کی ہم نے قناعت — چکھا نہ متنجن کسی نواب کے خوان کا
گندوں کو کیا بوں سے اگر دیکھئے تشبیہہ — پاخانہ میں عالم ہو کبابی کی دکان کا
جرکیں مرے کوچہ میں کہیں ہنے نہ پائے — مہتر کو ہی حکم ہے اس آفت جاں کا
پھر گفتگو سے بوچ لگی آنے بیچ میں — پھر گوز بند یار کی گفتار نے کا
گو میں نہائے خوب جھاڑے گئے کمال — بوسہ طلب جو یار سے اغیار نے کیا

تو نے آنا جو وہاں غنچہ دہن چھوڑ دیا — گل پہ پیشاب کیا ہم نے چمن چھوڑ دیا
عطر کی بو سے معطر ہوا بلبل کا دماغ — گوز اک تو نے جو اے غنچہ دہن چھوڑ دیا

ہے متوّاطفل اشک غیر دامن میں نہ لے — موت بھر جائیگا پاکیزہ تری پوشاک میں
خوب ساگوتا کہ اُچھلے شہر میں ہولی کیدن — جھول یہ آئے خیال کا فر بیباک میں

یاد ایونی سا ہے جرکیں ناز سے بولا وہ شوخ
دب گیا ہوگا وہ گھورے کے خس و خاشاک میں

مُوت کے کہتا ہے ہم سے اپنے کوچہ میں وہ گل — اس روش کی آبجو کوئی گلستاں میں نہیں
اُس رخ روشن کے آگے صاف گوبرکا ہی جھوٹ — نام کو بھی کچھ چمک اب مہر تاباں میں نہیں

جرکیں غرض نہیں گل و گلزار سے ہمیں — مطلب ہے پائخانہ میں دلدار سے ہمیں
کرتا ہوں عرض حال تو کہتا ہے گو نہ کھا — ہوتا ہے درد سر تری گفتار سے ہمیں

کاش گھورے سے ہو قسمت کا تری زر پیدا — تو بھی جرکیں چلیں سیاریوں کا کر پیدا
گردن شیخ پہ رندوں نے رکھا بار گناہ — گھاد اُٹھوانے کو اچھا کیا یہ خر پیدا
گو نہ کھا پوچ نہ رندوں کی سمجھ جھوٹ نہ بول — صوفیا ہوش میں آ عقل و خرد کر پیدا

کچھ یار میں بھولا ہے جو کو کرشتا　　بلبلو ہوگا نہ پھر ایسا گل تر پیدا
اُسکے رتھ خانہ کی دیوار پہ کنگل کیجئے　　لید گر ثور فلک کی ہو زمیں پر پیدا

وصف گیسوئے معنبر میں غضب پر کیتی نے
گو کے مضموں کئے عنبر سے بھی بہتر پیدا

چمن میں جھینگا اس گل نکھوا ابتنے کرڈھیلے کو　　گلیلہ بن کے توڑا سنگ دانہ اُسنے بلبل کا
ٹپکتا عضو گل ہر رنگ سے ہے بل بے رنگینی　　گلاب قسم اول کیوں نہو مثبات اس گل کا
نظر مجھے ہے جسے وہ ہاتھ اسکو رست پچھنے　　کبھی جو باغ سے ملکر وہ گل حنا نکلا
اگر ہمیت انخلا یار جرکیں کا مکاں ہوگا　　ہمیں تسکین دل ہوگی وہیں آپ امعاں ہوگا
تمہ گوز نکلے گا تو جان خفت سے جائیگی　　یہ گھوڑا توسن روح رواں کا ہم عناں ہوگا
مریض سلسل البول ایک اکدن تیری رشت سے　　یقیں ہے دل کے قارورہ کا شیشہ آسماں ہوگا
اگر تعریف بھی کیجئے تو ہو جاتے ہیں گھسیانے　　چرک بدنا نہ تمسا بھی کوئی اے مہرباں ہوگا
نذاکت نے مار ڈالا کیسے کیسے ہگنے والوں کو　　سفر اس برس کچھ کھاد کا سوداگراں ہوگا

شب فرقت یہ گو اچھلے گا جرکیں کے تڑپنے سے
ستارے پھٹکیاں مہ چھوت گھورا آسماں ہوگا

بگ بگ بے باد یار دُبے وہ مارے بوجھ کے　　میرا جو طوق قیس کے زیب گلو کریں
جو لوگ شیفتہ ہیں ترے سرو قد کے یار　　بیتاب بھی نہ جاکے لب آبجو کریں

پانی جو آبدست کا اس بت کی ہاتھ آئے
جرکیں نثری ہوں شیخ جی اس سے وضو کریں

موت کی تھالی ہے یہ تو ساقیا ساغر نہیں　　خوں سور کا ہے اس میں بادۂ احمر نہیں

کھانا پینا موتنا ہگتا نہ کیونکر بند ہو — زیست کا جس سے مزا تھا پاس وہ دلبر نہیں
گو میں جو ڈالے گا ڈھیلا کھائیگا چھینٹیں ضرور — تیغ صاحب بخشا زندگی سے کچھ بہتر نہیں
مہر چرکیں کا ہوا گل اور بت پر فن چراغ — گھڈیو نہیں بہتر دنکی گی کے ہیں روشن چراغ
شب کو ہگنے کے لئے آیا جو وہ رشک قمر — پائخانہ کا نظر آیا ہر ایک روزن چراغ
حقہ پیسر کے گوہر دنداں جو ہاتھ آئیں — دیکھوں کبھی نہ موتیوں کے ہار کی طرف
میلہ ہے گو کا بیر کا چھڑیوں کی سیر ہے — چلئے نواز گنج کے بازار کی طرف
جوش جنوں میں ہم کو یہ پاس ادب رہا — موتے نہ اوپر ہی تری دیوار کی طرف
مروڑ وصل آئے جائے فراق — ہنگ ہگتے ہیں مبتلائے فراق
ہگ چکے خون عاشق ناشاد — اب کوئی اور رنگ لائے فراق
بھلا کیونکر نہ آئے دست لے چرکیں مجھے خوں کا — تصور جب بندھے ہے اس کے زردے گلگلوں کا
ہزاروں پیچ اٹھیں پیٹ میں دہشت سے ہگ مارے — سنے گر سانپ افسانہ بتوں کی زلف شبگوں کا
پاخانہ وہیں ہوگیا گلزار تمہارا — گھڈی میں گرا لوٹ کے جب ہاتھ تمہارا
وہ کون ہے جس سے نہیں تار در رہ ملا ہے — بندے ہی پہ موقوف نہیں پیار تمہارا
ناپاک ہیں اغیار تم ان کو نہ کرو قتل — ہووے گا نجس خنجر خونخوار تمہارا
پیدا ہوں ہر اک دانہ کی جا سینکڑوں خرمن — گو مول لے چرکیں جو زمیندار تمہارا

بیت الخلائے یار میں کیا غیر جا سکے — دہشت سے ہے گوزند ہے اس نابکار کا
پھولے پھلے ہر اک شجر خشک باغباں — تھالوں میں گو پڑے جو مرے گلعذار کا
جو ایک دست بھی آئے تو جان جاتی ہے — ہوا نے آجکل ایسا کیا اثر پیدا

قمریاں موتنے جائیں نہ کبھی سرو کے پاس — گر چلن دیکھیں جو ہے سرو خراماں تیرا
کیا کہیں تجھ سے کہ کیا کیا ہوئی چرکیں کو ہوس — پائخانہ میں بدن دیکھ کے عریاں تیرا
موتنے میں آیا گر دندان جاناں کا خیال — جو گرے گا موت کا قطرہ گہر ہو جائیگا
مجھ سے جو چرکیں وہ خفا ہو گیا — رعب سے پیشاب خطا ہو گیا
تو نے نہ اسہال میں پوچھی خبر — دستوں سے یہ حال مرا ہو گیا
ہگدیا دہشت سے شب ہجر کی — دم مرا جینے سے خفا ہو گیا
توڑتے ہو گوز سے اپنا وضو — شیخ جی صاحب تمہیں کیا ہو گیا
طائر ذکر و مدح غیر بھی — گوز کے مانند ہوا ہو گیا
نعمتیں دنیا کی سب کل تک میسر تھیں جسے — لید میں کا بھی نہیں ملتا ہے دانہ آج
وصل کا وعدہ کیا بیت الخلا میں یار نے — پنجۂ مژگاں سے جھاڑا چاہیے پائخانہ آج

خواہش آرایش گیسو ہے چرکیں یار کو
چاہیے پنجہ کی ہڈی سے بنا دیں شانہ آج

شیخ جی کو پھر طبیبوں نے بتایا ہے عمل — ہو گیا پھر آج کل اُن کو خلل سرسام کا
سامنے اُسکے نہ کیجیے گفتگو ہر ایک سے — گو اچھالیگا بہت چرکیں ہی اپنے نام کا
سنے گر رستم تباں تو ہگ مارے خلو کے — غرض اظہار کے قابل نہیں راز نہاں اپنا
قبض سے اب یہ حال ہے صاحب — پادنا بھی محال ہے صاحب
روتے انساں کو ہنسا تا ہے — گوز میں یہ کمال ہے صاحب
شیخ صاحب سر مبارک پر ق — یہ سڑی سی جو شال ہے صاحب
رند کہتے ہیں پھبتیاں اس پر — لینڈی کتے کی کھال ہے صاحب

پیو چرکین شراب کھاؤ کباب
اک حرام اک حلال ہو صاحب

اب کے چرکیں جو زر کماؤں گا — پائخانہ میں سب لگاؤں گا
موتنے پر کبھی جو آؤں گا — سیر دریائے نعمت دکھاؤں گا
تیرے گھر سے جواب کی جاؤنگا — موتنے بھی کبھی نہ آؤں گا
فخر ہوگا میں تیرا عاشق ہوں — گو بھی تیرا اگر اٹھاؤں گا
نوجوان ضعف پیری پر مرے ہنستے ہو کیا — آگے آئیگا یہ دریا کا ہگا ہو جائیگا

ناز سے بولا دم رخصت نہ آنا پھر کبھی
ورنہ اے چرکیں یہ گھر بیت الخلا ہو جائیگا

روز و شب ہگنے سے تم اُسکے خفا ہوتے تھے — مہتر و خوش رہو چرکیں نے وطن چھوڑ دیا
سامنے اعلےٰ کے اسفل سرکشی کرتا نہیں — سامنا پھسکی سے ہو سکتا نہیں ہے پاد کا
ایک دن بھی دل نہ اُس بت کا پسیجا قہر ہے — تھا مگر گوز شتر نالہ دل ناشاد کا
پادنے میں شیخ کیا میسر کریگا سامنا — مجھ میں اسمیں فرق ہے شاگرد اور اُستاد کا

یہ دعا ہے روز و شب چرکیں کی گو گا بیسر
میں بھی اب مہتر بنوں جا کر الٰہ آباد کا

دیوان چرکین ۔ رنجیدہ دلوں کو خوش کرنیکا اعلیٰ نسخہ مردہ طبیعتوں کو خوش کرنیوالا دیوان چرکین ہے جو ساٹھ برس سے ابتک مخفی تھا اب ہم نے شائع کیا ہے جلد منگاکے ایک مرتبہ پڑھکر معہ مبالغہ دس ہزار مرتبہ ہنسی نہ آوے تو دام واپس قیمت ۸ / ۸
پتہ ۔ عظمت الٰہی بکڈپو لکھنؤ

ظریف

اسم گرامی سید مقبول حسین ہے۔ مولوی گنج لکھنؤ میں سکونت ہے آپ ایک نہایت عالی خاندان اور بہت قابل لوگوں میں ہیں آپکا کلام ظرافت آمیز ہر صنف میں موجود ہے جن میں سیاسی اور نیچرل نظمیں بھی ہیں مگر ہم چند ظریفانہ غزلوں پر اکتفا کرتے ہیں عربی بقدر ضرورت اور فارسی ہندی ترکی وغیرہ میں آپکو کامل دستگاہ ہے اور آپکا کلام ہندوستان کے ہر ایک فرد سے ممتاز ہے اور یقین کیساتھ کہا جا سکتا ہے کہ جو کچھ آپنے کہا ہے وہ اسوقت تک کسی ظریف شاعر نے نہیں کہا

یاس جس وقت گیا مار دی اک لات مجھے — کبھی ممکن نہوئی اُن کی ملاقات مجھے
قیس کہتا تھا یہی فکر ہے دن رات مجھے — مار دے ناقۂ لیلےٰ نہ کہیں لات مجھے
پان وہ دیتے ہیں میں دیتا ہوں اُن کو حقہ — میری خاطر ہے انھیں اُنکی مدارات مجھے
پھر کہاں ٹکتا ہوں وحشت میں جو گھر سے بھاگا — لاکھ آنکھوں سے سمجھایا کریں ذرات مجھے
رنگ غصہ میں بدلتے ہیں وہ گرگٹ کی طرح — حسن کی اپنی دکھاتے ہیں کرامات مجھے
جب سے لیسنس چلا کون بنائے خنجر — اب نہ فولاد ہے درکار نہ اسپات مجھے
رُخ روشن پہ فدا اور نہ سیہ زلف کا خط — نہ کوئی دن ہے مجھے اور نہ کوئی رات مجھے
مکتب عشق میں بیٹھا ہوا حل کرتا ہوں — جتنے الجبرا کے ملتے ہیں سوالات مجھے
قیس کہتا تھا یہ لیلے سے کہ معلوم ہوئی — نہ مری ذات تجھے اور نہ تری ذات مجھے
درد دل عشق میں ہے کاہے سے تسکین کروں — نہ ملائیں ہی ملتی ہے نہ بانات مجھے

سرد مہری کو تری دیکھ کے روتے ہیں غیر
ابکے جاڑے میں نظر آتی ہے برسات مجھے

بوتلیں بیچتے نخاس میں دیکھا اس کو
کس جگہ جا کے ملا پیر خرابات مجھے

غسل خانہ میں یہ غسال سے مُردہ بولا
جیل سے قبر تو یہ گھر ہے حوالات مجھے

رشتۂ عمر ہوا کم مری رسّی سے دراز
آئی چرخہ سے یہ آواز نہ تو کات مجھے

بزم میں دھوبیوں کی بیٹھ کے کہتا ہے وہ شوخ
ماش کی دال سے بھاتا ہے بھنکات مجھے

نئی تہذیب نے معشوقوں کا فیشن بدلا
کارڈ بھیجوں تو میسّر ہو ملاقات مجھے

بخشدا اپنے گنہگار کو یہ کہہ دیتا
کوئی کیا جانے پسند آ گئی کیا بات مجھے

ہو چکا دفن سر دفن کہ تھا عاشق زلف
شکر کرتا ہوں کہ منزل پہ ہوئی رات مجھے

دیگر

جنوں ہیں کیوں چلا میں دوڑ کر پھولا جو دم میرا
حماقت کی نشانی بن گیا نقش قدم میرا

شمیم زلف مشکیں سونگھ کر نکسیر پھوٹی ہے
تری بالوں کی بو سے ناک میں آیا جو دم میرا

وفور شوق میں معشوق کو ڈے ڈے جھکتا ہوں
کوئی خلوت سرائے ناز میں دیکھے اُدھم میرا

ضعیف و ناتواں ہوں مجھ کو الفربہ بناتا ہو
مرے بہروپیئے پن کا ذریعہ ہے قدم میرا

یہ دونوں جانور مل کر اسے کچا ہی کھا جائیں
شتر گربہ کے ڈر سے آ نہیں سکتا ہے ہم میرا

میاں فرہاد و مجنوں تیغ جلی سے جو لڑتے ہیں
وہ کہتے ہیں عرب میرا وہ کہتے ہیں عجم میرا

ارے داتا اسے بھرنا نہ بھرنا کام ہے تیرا
مگر کشکول سائل سے مشابہ ہے شکم میرا

کوئی دل بیتاب کو روکے کہ ٹھہر بھی
ادھر تھالی کے بینگن تو ادھر بھی ہیں اُدھر بھی

بھاڑ نہ لگی کوئی تو اقرار ہے منڈا
وعدہ ہے وہی جبیں اگر بھی ہو مگر بھی

ہے چوک کا بازار ترے دانتوں کا چوکا — دلّال زباں ہے جو اِدھر بھی ہے اُدھر بھی
گر رُخ پہ نقاب اسکے گیے ہاتھ میں تلوار — معشوق وہ معشوق جو مادہ بھی ہو نر بھی
اک ڈول مرے دل کا ہی تجھ میں وہ کل آئے — اے چاہِ ذقن جلد کسی روز اُگر بھی
سُن لیجئے تشبیہ تیرا اسکے ہے ناقص — عیسیٰ ہیں اگر آپ تو اک پالیئے خر بھی
تحریر کا عنواں نئی تہذیب نے بدلا — معشوق کے انقاب میں ہو مائی ڈیر بھی
دن رات یہی ہجر میں کھاتا ہے تو صاحب — غم اپنا برک ماسپ بھی ہے اور ڈنر بھی
یہ حُسن نرالا ہے کہ وہ عضو ندارد — معشوق وہ ہے جسکے دہن بھی ہو کمر بھی
کہتی ہے سدا صاحب مقدور کی اولاد — ترکہ سے ملے ہمکو ارے جلدی کہیں مر بھی
بلبل کہو تم شوق سے ایسے شعرا کو — اک چونچ بھی ہو جسکے ظریفانہ ور ملے پر بھی

دیگر

گو ندانی بت پر ملتی نہیں ہم پر کھُلا — نامہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر اکثر کھلا
آپکے الٹی رُخِ روشن سے جالی کی نقاب — ہیں یہ سمجھا حسن کی دوکان کا شٹر کھُلا
اسقدر ہے مختصر چادر معیشت کی ظریف
پاؤں پھیلانے فراغت کے لئے جیب سر کھلا

دال دھوئی ماش کی کھاتی ہیں نازک جسم دوست — بالش و بستر سے مجھکو آرہی ہے بوئے دوست
کیجو کریا غیر کی ہیں صاف چار ابروئے دوست — چودھویں کا چاند مینک ہو گیا ابروئے دوست
عیل کا گزنا میں گردوں گا سر بازوئے دوست — اپنے ہاتھوں سے کروں گا ایک دن اتروئے دوست
عاشقاں زرد رو کے طائر دل ہیں مقیم — دو بیے کی جو نک ہیں الجھے ہوئے گیسوئے دوست
بہر آرائش کسی گہنے کی کیا حاجت انھیں — ہیں ازل سے آپ گہنا ہوئے بازوئے دوست

دشمنوں کی زد سے بچتا ہوں میں اُسکی آڑ میں
عافیت کے قلعہ کا دُمدمہ ہے مجھے پہلوئی دوست

ڈھونڈھتے پھرتے ہیں عاشق پر نشاں ملتا نہیں
آ گئی جو ڈری شرک میں سب میں کوئی دوست

آبداری آئی جب خنجر پہ جھلکے جاں نثار
ہو گئے بیکار پیری میں سعید ابرُے دوست

کھوپری عاشق کی مل جاتی ہو دیوالی میں جب
جاگتا ہے مرگھٹے لیں رات کو جادوئے دوست

شام تک عشاق کو ہونا نہیں کھانا نصیب
دیکھ لیتے ہیں سحر کو اٹھ کے جبدن آرزوئے دوست

اُسپہ سر رکھتے ہی عاشق ہو گئے انشا غفیل
نرم تھا سیمل کے تکیہ کیطرح بازوئے دوست

فرض کیجئے اک طویلہ مجمع عشاق کو
اور بندر اُس طویلہ کیلئے ہو خوئے دوست

یاالٰہی اسقدر ہو عمر کی رسّی دراز
دیکھتے ہی دیکھتے ہو جائیں سن گیسوئی دوست

شعر کچھ ہندوستانی میں بھی پڑھئے اے ظریف
سمجھئے پلٹن سے اضافت کی ذرا اُردوئے دوست

حُسن کے دلکش طویلہ میں ہے تبدد خوئے دوست
ہے سمند نازنیا اڑیل کوئی ٹٹوئے دوست

کم حقیقت بیش زن اغیار ہیں بیٹھے ہوئے
دیکھ لو دیکھے نہوں تمنے اگر لیسوئے دوست

تالیاں بجتی رہیں کوٹھی کی چھت پر متصل
رات بھر دنیا رہا اسپیچ اک الّوئے دوست

میں بھی اک ذریعہ ہوں افشائے راز کا
دامن یہ کہہ رہا ہے کسی پیشواز کا

ہے آسماں زمین کیجانب جھکا ہوا
گویا یہی رکوع ہے اسکی نماز کا

مستقیوں کے پیٹ سے آتی ہے یہ صدا
میں اک قرابہ ہوں عرق خانہ ساز کا

شیطان کی جو آنت سے ہونا مقابلہ
کھل جاتا حال آپ کی زلف دراز کا

طولانی اسقدر ہے ظریف آہ نارسا
مستول جیسے ہو کسی بادی جہاز کا

دور تک آہ رقیبوں کو بھگا آتی ہے | پھر اُڑ جاتے ہیں جس وقت ہوا آتی ہے
نجد سے ناقۂ لیلےٰ کی صدا آتی ہے | بلبلاتی ہوئی مجنوں کی قضا آتی ہے
عشق نے آکے لگایا ہے کوئی شلیفون | وہ جو بولیں مرے کانوں میں صدا آتی ہے
وہی کام آتے ہیں معشوقوں کو دنیا میں فقط | یا جفا آتی ہے یا اُنکو دغا آتی ہے
ملک الموت اُسے لاد کے لاتے ہیں جب | اتنی موٹی ہے کہ جب جاکے قضا آتی ہے
نفع اتنا تو ہوا اس مڈیکل کالج سے | تیرے بیمار کے پینے کو دوا آتی ہے
مونڈکر نائی لئے جاتا ہے اُنکے جھونٹے | بھاگو بھاگو ارے بھاگو کہ بلا آتی ہے
کسی ترکیب سے اب باندھئے اس قافیہ کو | یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ خدا آتی ہے
اپنی ناک آپ ہی سلتے ہیں کہ آجانے نہ چھینک | یاد عشاق کو جب اُن کی جفا آتی ہے
ہیں وہ خلوت کدۂ ناز میں تنہا لیٹے | پنکھا خود جھلتے ہیں جب جاکے ہوا آتی ہے
وہ جنازے پہ کھڑے پڑھتے ہیں تن تنکے نماز | جب قضا آئی تو اُن کو یہ ادا آتی ہے
آنچھ عاشق کی بھگو دیتی ہے رد کرد امن | دل جبہ تا ہے تو یہ لیکے گھڑا آتی ہے
عید قرباں ہے نہیں کم ترا آنا اے شوخ | کہ ترے عاشق بزدل کی قضا آتی ہے
عشق نے اُس بت کافر نے جلایا مجھکو | مرگھٹے سے ترے عاشق کی صدا آتی ہے
میں جو کرتا ہوں کبھی سوز کا اُنسے اظہار | وہ یہ کہتے ہیں کہ سُن ہمکو آ آتی ہے

بہ چہرہ قاتل کا تو دوزخ کا نمونہ ہے ظریف
دامن تیغ سے جنت کی ہوا آتی ہے

یوں یہ تہذیب اُنکو سب عاشق سُنا دینے لگے | بزم آئی تو سب مل کر دعا دینے لگے
وہ کفن بہر شہیدان دفا دینے لگے | ناپ کر ہر اک کو دو گز کھا روا دینے لگے

مُنہ پھلا کر تشنہ کامانِ محبت کو حضور — شربتِ دیدار کا پورا گھڑا دینے لگے
جب سے عاشق ہو گئے اُس بُت کے چوکیدار تک — سونے والوں جاگتے رہنا صدا دینے لگے
جھوٹے عاشق اس سے بڑھکر اور کیا دیتے ثبوت — ہو گئے گندہ دہن بوے وفا دینے لگے
پیٹ ضبطِ آہ سے عشاق کا پھولا جہاں — دھونکنی کی طرح پھر نتھنے ہوا دینے لگے
سسکیاں لیں منہ بسورا عاشقوں کے سامنے — وہ دکھا کر داد کو داد وفا دینے لگے
ہو گئے عشاق بھک منگے الٰہی خیر ہو — آپ کی صورت جہاں دیکھی دعا دینے لگے
اُنکے بیاروں کا گھنگرو بولنا جب سُن لیا — جلدی جلدی تال مسٹر کا لگا دینے لگے
جب مسیحا سے نہ اچھے ہو سکے بیمارِ غم — ہو کے کھسیانے سبھوں کو سنکھیا دینے لگے

خوش ہوئے جب شعر پر تالی بجانے سے ظریف
شاعروں کو لوگ انگریزی صلا دینے لگے،

فلک نما ہے بلندی میں آبلا دل کا — جوابِ شیش محل ہے دو منزلا دل کا
سنار سے ہے جو اُن کے معاملہ دل کا — پڑا ہوا ہے کٹھائی میں فیصلہ دل کا
علم تجسم ابھی دار دے درد لمجائے — کہیں تو حال لالین سے کچھ ملا دل کا
جنابِ شیخ کا چالان بالہ میں کرو — ملا پڑا ہے نجاست سے فربلا دل کا
جو دل کو طائرِ دل باندھتے ہیں یہ شعرا — تو کیجیے کیوں نہیں سینہ کو گھونسلا دل کا
مزید نوش کریں آپ اس جوارش کو — پڑا ہوا ہے حضور اس میں موسلا دل کا
چلو چڑھائیں حسینوں کے طاقِ ابرو میں — جو بک بجا کے ہو تیار گلگلا دل کا
حوادثات کے چھینٹے بہت کڑاکے ہیں — کہیں دماغ نہ ہو جائے بلبلا دل کا
جو چھینکے سرِ محفل تو ناک کٹتی ہے — ظریف سخت ہے قانون باملا دل کا

نظیر اکبرآبادی

نظیر اکبرآبادی کا کلام گو اس درجۂ ظرافت پر نہیں پہنچا جو ایک ظریف کے یہاں ہونا چاہیے۔ مگر پھر بھی انکی شاعری شوخی کیلئے تعلق کی کمی تھی۔ اور انکی ظرافت ایسی ہے تو ظرافت ہے جس سے ایک طرف اگر ہونٹوں پر ہنسی آتی ہے تو ایک طرف لکھ عبرت ہوتی ہے۔ اسی لحاظ سے ہم اس مجموعہ میں انکو شامل کرتے ہیں لہذا ناظرین کے محظوظ ہونے کی امید رکھتے ہیں۔

آگے تو پری زاد یہ رکھتے تھے ہمیں گھیر   آتے تھے چلے آپ جو لگتی تھی ذرا دیر
مو آ کے بڑھاپے نے کیا ہائے یہ اندھیر   جو دوڑ کے ملتے تھے وہ اب لیتے ہیں منہ پھیر

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

آگے تھے جہاں گلبدن اور یوسف ثانی   دیتے تھے ہمیں پیار سے چھلوں کی نشانی
مر جائیں تو اب منہ میں نہ ڈالے کوئی پانی   کس دکھ میں ہمیں چھوڑ گئی ہائے جوانی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے ہم بھی جوانی میں بہت عشق کے پورے   وہ کون سے گھر ہیں جو ہم نے نہیں گھورے
اب آ کے بڑھاپے نے کئے ایسے ادھورے   پر جھڑ گئے دم رہ گئی پھیکے سے ہیں لنڈورے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کیا یار گیا ہم سے اُلٹ ہائے زمانا — جو شخص کہ تھے اپنی نگاہوں کا نشانا
چھیڑے ہے کوئی ڈال کے ما دادا کا بہانا — ہنس کر کوئی کہتا ہے کہاں جاتے ہو نانا

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

پوچھیں ہیں جسے کہتا ہے کیا پوچھو ہو بیٹے — آویں تو یہ غل ہو کہ کہاں آوے ہو بڈھے
بیٹھیں تو یہ ہو دھوم کہاں بیٹھے ہو بڈھے — دیکھیں ہیں جسے کہتا ہے کیا دیکھے ہو بڈھے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

دیگر

جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا — دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے رُپے کا
کیا خوب نرم و نازک اِس آگرے کی ککڑی — اور جس میں خاص کافر اسکندرہ کی ککڑی
گل بلبلیں جو نودس قابو میں پیٹے آئیں — اُسمیں سے دو کے دنگر کشتی میں دھر بٹھائیں
یہ شور سنکے خلقت دوڑ آئی دائیں بائیں — اس ڈھب سے ہم نے یارو گل بلبلیں لڑائیں

سو طرح کی دھومیں اکدم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہم نے یارو گل بلبلیں لڑائیں

دو میں تو دونوں کٹ کٹ لڑتی تھیں کرکے کڑا — جب تیسری کو چھوڑا پھر تو ہوا اکھاڑا
خلقت پہ آکے ٹوٹی چھوڑ اپنا اپنا اڈا — گرگی کسی کی پگڑی پسلی تو ٹوٹا کسی کا مشڑا

سو سو طرح کی دھومیں اکدم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہنسنے یارو گل بلبلیں لڑائیں

چلاسے مور سارس۔ اور پھر پھرا کے ملنگو   کہ اور چند دھاڑی اور پھر پھڑے اُلو
کتے بھی بھونکے بھوں بھوں گیدڑ پکاری ہو ہو   بھڑ بھی گدھے بھی ریکے کرا بنی ٹر ہیچڑ ہیچو

سو سو طرح کی دھومیں اکدم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہنسنے یارو گل بلبلیں لڑائیں

دیگر

آٹے کے واسطے ہے ہوس ملک مال کی   آٹا جو پالکی ہے تو ہے دال نالکی
آٹے ہی دال سے ہے درستی یہ حال کی   اس سے ہے سب کی خوبی جو ہے حال قال کی

سب چھوڑ دو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

قمری نے کیا ہوا جو کہا حق سرہٗ   اور فاختہ بھی بیٹھ کے کہتی ہو تہتو
وہ کھیل کھیلو جس سے ہو تم جگ میں سرخرو   سنتے ہو اے عزیزو اسی سے ہے آبرو

سب چھوڑ دو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

رد کرتی ہے سب سر کی بلیات اندھیری   کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہیں سخن درست   اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست
کھا کر افیم عالم مست ہو جیو نسیمی   تن سوکھ کر کھپا دے آواز ہوگی دھیمی
کیوں بھینھنا بنا ہے اے گلعذار سیمی   عاشق تو آب اسیکے من بست ہیں قدیمی

پی عاشقوں میں آ کر دو بھنگ کے پیالے
جو ایک دم میں تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

ہیں اس نشہ میں ظالم سو رنگ کے دھڑلکے   کونڈی کی ڈگمگاہٹ سونٹے کے سو کھڑاکے
گر دیکھنے ہیں تجھ کو کچھ عیش کے جھڑاکے   دو جھاڑ اپنے نیچے اور سر کو جھڑ جھڑا کے

پی عاشقوں میں آ کر دو بھنگ کے پیالے
جو ایک دم میں تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

کیوں جبت بیٹھا ہے ڈالے کان ہیں غفلت کا تیل   خلق میں کیا کیا مچی تھی سبزیوں کی ریل پیل
کھول زلف عیش کو اور ڈال بیلے کا پھلیل   پھر چڑھا دے آسمان عیش پہ عشرت کی بیل

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

مرشد مولا سے پوچھا میں نے اے پیر زمن   میری کچھ لگتی نہیں اللہ سے دل کی لگن
سن کے بولے وہ بتا دیں ہم تجھے اس کا جتن   جا شتاب اور جلد سبزی لیکے اک قدو پہ بن

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

پیارے تمہارے اور تو عاشق ہیں نوجواں   اک ہم بھی بوڑھے سب ہیں اور ناتواں
وہ تو رہینگے۔ ہم ہیں کئی دن کے میہماں   بس سب کو چھوڑ ہم سے ملو کس لیے کہ جاں

پیرے کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

لڑتی ہے کہیں آنکھ کہیں دست کہیں تیغ   ہوتا ہے کہیں پیار کسی سے لگے ہیں نین

وعدہ کہیں اقرار کہیں سین کہیں مین   نے جی کو فراغت ہے نہ آنکھوں کو تئیں چین
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

الفت ہے کہیں مہر و محبت ہے کہیں چاہ   کرتا ہے کوئی بیاہ کوئی دیکھ رہا راہ
ساقی ہے صراحی ہے پریزاد ہیں ہمراہ   کیا عشرت ہے کیا عیش ہے کیا عیش ہے واللہ
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

کوڑی بہت جنکے پاس وہ اہل یقین ہیں   کھانے کو انکے نعمتیں بہتریں ہیں
کپڑے بھی انکے تن میں نہایت مہین ہیں   سمجھے ہیں وہ جو انکو نکتہ نکتہ چین ہیں
کوڑی کے سب جہان میں نقش نگین ہیں
کوڑی نہ ہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں

لئے پھرتا ہے یوں ہر اک لبتر بچا گلہری کا   مگر ہر اک استاد کے رہتا ہے گھر بچا گلہری کا
ولیکن ہے ہمارا اسقدر بچا گلہری کا   دکھا دیں ہم کسی لڑکے کو گر بچا گلہری کا
تو دم میں لوٹ جائے دیکھکر بچا گلہری کا

الفت سے کہ زمرد کی یہ کیمت کی بولی ہے   تیور کی چمک اسکی کمخواب کی بوٹی ہے
منہ جسکے لگی اس سے پھر کا ہے کو چھوٹی ہے   یہ تان بجگوڑے کی اسباب پہ ٹوٹی ہے
کوڑی کے نقارے پر جسکے کا لگا ڈنڈا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

پیسے ہی کا امیر کے دل میں خیال ہے   پیسے ہی کا فقیر بھی کرتا سوال ہے

پیسا ہی فوج پیسا ہی جاہ و جلال ہے   پیسے ہی کا تمام یہ رنگ و دوال ہے
پیسہ ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

دیگر

یہ نعمتیں جو جتنی جو کچھ ملیں سو کھا جا   تا شش اور بادلے میں اکبار جگمگا جا
بابا بخیل مت بن داتا سخی کہا جا   اکدم تو اپنا ڈنکا من مانتا بجا جا
دل کی خوشی کی خاطر چلیو ڈال مال دہن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو
ہاں سلے کہنا مرا لے جان ہنس لے بول لے   حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

دیگر

کل راہ میں جاتے جو ملا ریچھ کا بچا   لے آئے وہیں ہم بھی اٹھا ریچھ کا بچا
سو نعمتیں کھا کھا کے پلا ریچھ کا بچا   جسوقت بڑا ریچھ ہوا ریچھ کا بچا
جب ہم بھی چلے ساتھ چلا ریچھ کا بچا
کہتا تھا کوئی ہم سے میاں آؤ قلندر   وہ کیا ہوئے اگلے وہ تمہارے جو تھے بندر
ہم اُنسے یہ کہتے تھے یہ پیشہ ہے قلندر   ہاں چھوڑ دیا بابا انھیں جنگلے کے اندر
جسدن سے خدا نے یہ دیا ریچھ کا بچا
تازگی جی کی اور تیری تن کی ،،، پھر وہ کیا بات تو رہے برتن کی
جب آدمی کے پیٹ میں آتی ہیں روٹیاں   پھولے نہیں بدن میں سماتی ہیں روٹیاں
آنکھیں پریرخوں سے لڑاتی ہیں روٹیاں   سینہ اوپر بھی ہاتھ چلاتی ہیں روٹیاں

جتنے مزے ہیں سب یہ دکھاتی ہیں روٹیاں
سو سو طرح کی دھوم مچاتی ہیں روٹیاں

ایک بیدرد ستمگر ہے وہ کافر خونخوار — قتل کرتا ہے عزیزوں کے تئیں لیل و نہار
کل مرا اس کی گلی میں جو ہوا آکے گذار — اس طرح سر کا شہیدوں کے پڑا تھا انبار
جیسے بازار میں تربوز کے اوپر تربوز

نادان کو بلا کر اک بھنگ کا پیالا — کچھ بغل میں ماسے اور لے لیا دوشالا
دانا ملا تو اسمیں گھولا دھتورا کالا — ہوتے ہی غافل اسکو پھانسی میں کھینچ ڈالا
ہشیار رہیو جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

جب ملی روٹی ہمیں سب نور حق روشن ہوئے — رات دن شمس و قمر شام و شفق روشن ہوئے
زندگی کے تھے جو کچھ نظم و نسق روشن ہوئے — اپنے بیگانوں کے لازم تھے جو حق روشن ہوئے
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

گر نہوں دو روٹیاں اور اک پیالہ دال کا — کیسی پھر بگڑی جو پھرے یاں حال کا اور قال کا
گر نہو روٹی تو کس کا پیر کس کا بالکا — وصف کس منہ سے کریں پھر ہیچ کے احوال کا
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے — اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

بیچے ہے اب تو کوئی بلبل بئے کا بچا — اور بیچتا ہے کوئی طوطے جرے کا بچا
مینا بیا لٹورا اور ابلقے کا بچا — تیتر بٹیر سارس تکرمے دوے کا بچا
سب بیچتے ہیں آکر چیتے کرے کا بچا — ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا

مرزا سعادت یار خاں رنگیں

رنگین تخلص سعادت یار خاں نام تھا شاہ حاتم کے شاگرد رشید تھے جیسا تخلص تھا ویسے ہی رنگین مزاج اور خوش طبع تھے۔ ایک دیوان جس میں ہر قسم کا کلام ہزل۔ ریختی وغیرہ وغیرہ تھا جمع کیا تھا اور اس کا نام نورتن رکھا تھا اصل میں یہ ریختی کے موجد تھے۔ دوسرے لوگوں نے انکا اتباع کیا انشاء انکے قدم بقدم چلے اور جان صاحب اس رنگ میں ڈوب کر کمال پر پہنچے زبان بیگمات کی اصل بول چال اور محاورات کے تمام کلام کی بنا اصل حکمت پر رکھدی جس پر خوش طبعی کا اثر بہت کم ہے اور کتابی اور قدرتی یا فطرتی رنگ کا حال کھلتا ہے برعکس اسکے اُن کے یہاں حد کی بے تکلفی نے ان کے دیوان کے ہر صفحہ کو زعفران زار بنا دیا ہے۔

واری تری جاؤں میں خالق ہے تو خلقت کا — کب مجھ سے بیاں قدر ہو سکے تری قدرت کا
کچھ مجھکو گناہوں کا خطرہ نہیں محشر میں — چھوڑوں گی نہ میں دامن خاتون قیامت کا
تو وہ ہے جواں جسنے پھر کرکے زلیخا کا — یوسف کو کیا مفتوں اس چاند سی صورت کا
پہلو سے گئی واں تک تھا رابعہ بصری کو — یہ شوق دیا تو نے کعبہ کی زیارت کا
جو نوح کی بیٹی تھی تھا واعلہ نام اسکا — طوفاں میں کیا تو نے مورد اُسے لعنت کا
اور حضرت عیسیٰ کو بن باپ کیا پیدا — مریم کا مرے والی ثنا ہے تو عصمت کا

اب آخر بس تجھ سے مانگوں ہوں یہی جانیں
بندی کو پڑے ہوکا رنگیں کی نہ چاہت کا

مجھ پہ طوفان نہ رکھ چاہ کا چل دور دوا — جھوٹے منہ کا ترے جائیگا اندھور دوا
ایک تو شکل ڈرانی سی تری بیجا سی — تسپہ یوں گھورکے رہیے تجھے مست گھوردوا
پک گیا ہے ترے ہاتھوں سے کلیجہ میرا — تجھکو دوں چاول کو گرہو مرا مقدور دوا
اس لگانے سے تری اور بجھانے سے ترے — ترے تالو میں آتی پڑے ناسور دوا
بڑبڑاتی ہے تو کیا صبح کو کل رو تو سہی — ہڈیاں ٹوٹی تری کرتی ہے تجھے چور دوا
دوستوں کو مرے دشمن تو کیا ہے تو نے — اور کیا چاہئے کیا ہے تجھے منظور دوا

تیری تو تو نہیں رہتی ہے کبھلا جس تس سے
پھر یہ کیوں کرتی ہے رنگیں کا تو مذکور دوا

رات باتوں میں بیاں تو نے گزاری انا — صدقہ تیرے کسی ڈھب سے اسے لا ری انا
سوچ اسکا نہو گر تجھکو تو پھر کس کو ہو — جانتی تو نہیں کیا بات ہے بھاری انا
آٹھ آٹھ آنسو رلاتی ہے مجھے اسکی چاہ — روز و شب بہتے ہیں نسک آنکھوں سے جاری انا
ہونی جو ہوئے سو ہو بندی لگی شرطی — دم ملک کی اس سے زباں اتو میں ہاری انا

اسکے بتیں ہیں صبح کو او جاتی ہے رنگیں کے پاس
کہیو سب حال مرا تیں ترے واری انا

سنا ہے اے زناخی تو نے بیاہ جب سے ارگن کا — لگی ہے تب سے کلمہ پڑھنے تو از خود فرگن کا
چلو چلکر قطب صاحب میں جھولے ڈالکر جھولیں — دوگانا نہ رہنا برستا ہے مہینہ ہے یہ ساون کا
لگاتی اور بجھاتی ہو مری جاتی ہے جس تسکو — یہ لیکھا جھوٹ جائے یا الٰہی دالی سوسن کا
کروں قرباں میں پشواز کو جانی کی کرتی پر — دوگانا مجھسے اٹھ سکتا نہیں ہے بوجھ دامن کا
ہلا کر سر کیا کر بات تو مجھسے نہ ہنس ہنس کر — زناخی مارتا ہے مجھکو ڈورا تیری گردن کا

جوانی سے وہ چھل بل ہائے الٰہی حفظ نظر میری
وہ کون انسان ہو جو غش نہیں رنگین کے جوبن کا

کل جو مغلانی نے سی دے کے کرُرتی انگیا
ہو گئی تنگ پھپھاون سے نگوڑی انگیا

لے گئی کھول کے تو شب کو دوگانا ساری
ایک بھی پیکر پہننے کو نہ چھوڑی انگیا

ٹھیک پھر گات پہ یہ ہے نہیں بی مغلانی
تنگ اس سے بھی ذرا سیو تھوڑی انگیا

رات کو عطر کی شیشی یہ نچوڑی اُسنے
کہ سحر اُٹھکے وہ ڈھونڈتی نچوڑی انگیا

دھوئی ہے دیکھیو بے طرح سے کیا اجلی نے
آج کی چیکنی ٹُٹے کے مروڑی انگیا

ڈوکیاں اور پھپھاوے ہوئے سب تار بتار
کچھ کچا کر کے جو رنگین نے نچوڑی انگیا

نیند آتی نہیں کمبخت دوانی آجا
اپنی بیتی کوئی کہہ آج کہانی آجا

ہاتھ پر تیرے مری کس کے ہے چھلے کا داغ
دی ہے یہ کسنے تجھے اپنی نشانی آجا

سبز رنگ اسکے ہو فورًا وند کا اس سر کی قسم
جوڑا لاکر تو پنھائے کوئی دھانی آجا

بال ماتھے کے جو ڈوپٹے لئے ہیں تو نے
نکل لگتی ہے مری آج ڈرانی آجا

غم ہے رنگین کو نہ میرا تو بنی اُسکے پیچھے
مفت برباد ہوئی میری جوانی آجا

دوگانا کو اور مجھ کو دیکھا جو لپٹے
تو پھر کیا گرج کر کہا بھوت خوجا

غضب ہے کہ رنگین کا دل بھاڑنے کو
نیا زہر کرتا ہے کرتوت خوجا

دائی تھی جو ٹُٹی گھر اُسکے میں کل چور پڑا
ہوئی باجی وہ مثل چور کے گھر مور پڑا

دن دہاڑے جو چلی آئی تو میرے گھر میں ‌ ‌ کل دوگانہ ترے آنے سے بڑا شور پڑا
کوڑھ ہن سے جو دوا تو نے لگائی مہندی ‌ ‌ تو ہتھیلی میں مری دیکھ لے یہ چور پڑا
تیری خاطر کروں کب تک میں دوگانا پیاری ‌ ‌ پھر اس بات کا لپکا تجھے درگور پڑا
دیکھے تو بھی جیا نام ہے اسکا زنگیں
سر پہ جس کے وہ ڈوپٹہ بھلا نور پڑا

ہونٹھ کو تو نے دوا اپنے بنایا ہی خونک ‌ ‌ کیا مرے چڑھے دھڑی کا یہ جمانا تیرا
بے روح اٹھ گئی تو جب ملا ہی نگیں ‌ ‌ پھر تا بہانی پہ ہر وہ ساتھ سلانا تیرا
شب کو اس حبشی بچہ نے یہ غضب ڈالا کیا ‌ ‌ جب کے پھر سے منہ دوگانا کا مری کالا کیا
حق نظر کو کا جو میری تھی جہاں چڑھی کر بعد ‌ ‌ بیٹ مجھے جب دیکھا تب دوسرا جالا کیا
کون ایسا ہے دوا جس کو اتفاق ہے تو ‌ ‌ کوئی پیدا کیا تھا یہ پھر جا ہنے والا کیا
کچھ نہ دم مارا مری خاطر سے اسنے زنہار ‌ ‌ جس جس طور سے چاہا تہ و بالا کیا
اے دوا کس سے کہوں تنگیں کی چھل بازیاں
بیر دوڑانے میں اسنے بات بنگالا کیا

میرے گھر میں زناخی آئی کب ‌ ‌ میں نگوڑی بھلا نہائی کب
صبر میرا سمیٹتی ہے وہ ‌ ‌ شب کو لیٹی تھی چارپائی کب
کل زناخی تھی میرے پاس کدھر ‌ ‌ اوڑھے بیٹھی تھی میں رضائی کب
لڑکے تدت سے وہ گئی ہی روٹھ ‌ ‌ میری اسکی ہوئی صفائی کب
وہ نبجتی تو گھر میں اپنے تھی ‌ ‌ پاس اسکے گئی تھی دائی کب
دوڑی لینے کو میں اسے کس دم ‌ ‌ پاؤں میں میرے موچ آئی کب

کھانا کھایا تھا میں نے اُسنے کہاں — اُدھر منگوائی تھی ملائی کب
کی تھی شب میں نے کسجگہ کنگھی — آرسی اُسنے تھی دکھائی کب
ہرگز آتی نہیں ہے سانچ کو آنچ — بیٹھ جا دیکھی یہ برائی کب
گوندھ کر ہاتھ پاؤں میں رنگیں
اُسنے مہندی مری لگائی کب

تجھ سے ملنے کا روز تلک مجھے ارمان ہو نوج — تو ہے بیدید ترے گھر کوئی مہمان ہو نوج
تاک میں میں تو تھا چھڑایا ہے خدا نے انّا — عشق کے بند میں پھر بند مری جان ہو نوج
دوست جو میرے ہیں پچھتاتے ہیں آکر مجھ پاس — دوست کے دوست ابھی مل کے پشیمان ہو نوج
صدقہ حسنین کے جو ہوئے پرائے بس میں — یا علی اُس پہ کسی طرح کا طوفان ہو نوج
اُنگلا میں نے اسے سخت کڑا ہے رنگیں
آزمایا ۱۲
لے دوا جان کوئی ایسے کے قربان ہو نوج

بعد مدت ہاتھ آیا ہے مرے — اب دوا میں اسکو چھوڑدوں کسطرح
دل لگاتا ہی نہیں چھاتی کو ہاتھ — اپنی چھاتی میں مروڑوں کسطرح
شیشۂ دل توڑ کر رنگیں مرا
اب تو کہتا ہے میں جوڑوں کسطرح

بھاتا نہیں ہے مجھ کو گنواری ازاربند — چھاکر دوا وہ پھینکے کالا ری ازاربند
جاتا ہے پھول والوں کے [illegible] چھا — چنپا کلی میں وہ پہنے گی بھاری ازاربند
ہمسائی پر یہ وقت پڑا ہے کہ [illegible] — بن ٹھن کے بیچتی ہے بچاری ازاربند
ڈھیلی گرہ لگاؤں تو آتا یہ کہتی ہے — آیا شہ باندھنا نگے واری ازاربند

باندھوں جو کھینچ کر تو یہ کستی ہے وہ مجھے | کیا کسکے باندھتی ہے تو پیاری ازار بند
اب لا کے پی کو میں اپنے گھر بلاؤں دوبار | اسکو میں اپنے پھیر کھٹ پر سلاؤں دوبار
زہر کر دیتی ہے وہ کھانے کو لا کر مجھے روز | آج سے میں ساتھ اسکے کھانا کھلاؤں دوبار
کیا گئی گذری ہوں میں ایسی کہ بھاؤں نہ ڈر کر | اور منا کر ساتھ اپنے اسکو لاؤں دوبار
ہوں وہ دن ناپید جب دن بھجکر دائی ولہا | واسطے اپنے کچھ اس سے میں منگاؤں دوبار
ہاتھ آوے تو اسے رگڑوں نہیں تلووں کے تلے | اپنی صورت میں صدرے کھنچاؤں دوبار
وہ جو نوں سے کھینچے ہے اب دور کتنا آپ کو | بن بلائے اب میں اسکے پاس جاؤں دوبار
اسنے ہمسائے میں آکر گھر لیا تو کیا ہوا | اب اسے آواز میں اپنی سناؤں دوبار

دل پہ میرے نقش ہیں رنگیں کی ساری شوخیاں
اسکی بھوائی ہوئی مہندی لگاؤں دوبار

کروں میں کہاں تک مدارات روز | نہیں چاہیے ہے وہی بات روز
مجھے گھر کے لوگوں کا ڈر ہے کمال | کروں کسطرح سے ملاقات روز
مرا تیرا چرچا ہے سب شہر میں | بھلا آؤں کیونکر میں ہر رات روز
کہاں تک سنوں کان لو اڑ گئے | تری سنتے سنتے حکایات روز

گئے ہیں مرے گھر میں سب بجھ کو مار
کیا کر نہ رنگیں اشارات روز

تلاش کر باجی نے جب میری رہائی پشواز | میں نے تب پھینکر دو ٹکڑے اڑائی پشواز
کرتی جالی کی مجھے بھاتی ہے ہلکی ہلکی | کیوں مرے واسطے باجی نے سلائی پشواز
تو دوا ایک ہوا اللہ رے ستھرا وحرفت باز | قادری مانگی تھی تو دوڑ کے لائی پشواز

بوجھ سے اسکے کمر لچکی ہی پڑتی ہے مری   کیوں نہ مجھے گھیر کی انا نے پنہائی پشواز

رشک سے منہ پہ بسنتی کے گئی پھول بسنت
میں نے رنگیں پہ بسنتی جو رنگائی پشواز

اتنی بندی نہیں ہے چاہ سے خوش   جتنی گوئیاں کی ہے نباہ سے خوش
اور کی سیج پر نہیں شوقی   میں ہوں اپنی ہی خوابگاہ سے خوش
دوست سے اپنے مثل کاہ ربا   میں تو ہوتی ہوں برگ کاہ سے خوش
تیس دن میں کسی سے ملتی نہیں   ہوں ملاقات گاہ گاہ سے خوش

خوش ہے رنگیں سے یوں زناخی تو
جیسے ہووے چکور ماہ سے خوش

میں تو ہرگز نہ زناخی سے کروں جان دریغ   اور ترسا سے مجھے ملنے کو ارمان دریغ
وہ جو آوے مرے گھر میں تو مجھے جاوے لوٹ   جاؤں گھر اسکے تو مجھسے وہ کرے پان دریغ
ملکی میں ساری تھی کمبخت کہ اسنے اتنا   نہ کیا میں نے تو مال دل و ایمان دریغ

آج رنگیں کو بلاتی ہوں میں اور گھر میں مرے
کچھ مہیا بھی نہیں عیش کا سامان دریغ

ہو نہ یارب کسی کو چاہ کا شوق   اور جو ہو بھی تو ہو نباہ کا شوق
عشق کی راہ ہے بہت بیڈھب   ہو کسے ایسی بھونڈی راہ کا شوق
مجھ کو اس بات کا نہیں ہوگا   بندی رکھتی ہے گاہ گاہ کا شوق
اب مری دوگانا کو مرا دھیان ہے کیا خاک   انسان کی اتنا اسے پہچان ہے کیا خاک
ملتی نہیں وہ مجھ کو تمہیں اب تو بتادو   اس بات میں اسکا ابھی نقصان ہے کیا خاک

رنگیں سے جو پیغام سلام اُسنے کیا ہے
سوچ تو ذرا جی میں وہ انسان ہے کیا خاک

کنگھی میں کبھی تیل کی انا اوندیل ڈال — سوکھے ہیں بال سر میں مرے آ کے تیل ڈال
یارب شب جدائی تو ہرگز نہ ہو نصیب — بندی کو یوں تو چاہے تو کولھو میں ڈال
شوق مجھکو ج مسی کو جو ہی سبات سے کم — بولتی مجھ سے دوگانا ہے بہت رات سے کم
چار میں بیٹھ کے ہنس لیتی ہوں منہ میں بھی — جی میں خوش ہوتی ہوں ہر دم کی ملاقات سے کم
مان کرتی ہو عبث ملنے وہ جوبن پہ ددا — گات میری بھی نزاکت کی نہیں گات سے کم
بھیجتا روز ہے رنگیں مجھے پیغام سلام
اور میں آگاہ ہوں اس حرف و حکایات سے کم

کوئی پیس کر خوب سی لال مرچیں — تری دونوں دیدوں میں بھر جا کے آؤں
دعا ہے یہ بندی کی دن رات جی سے — الٰہی جہاں سے گذر جائے آتوں
کس کی ہے مجال دری پہنے کنداری چوڑیاں — رائے میاں کی جیا مجھ کو پنہاری چوڑیاں
چھوٹا جوڑا پہنوں میں اتنا یہ جھوٹی بات ہے — سچے بندوں کی پنھاتے مجھکو بھاری کھڑیاں
کر سکے گی مجھ سے کچھ منہ پھوڑ کر باجی تو پھر — ٹھنڈی کر ڈالونگی میں ہاتھ کی ساری چوڑیاں
اب ہوس باقی نہیں رنگیں کہ میں نے بارہا
پہنیاں سب رنگ کی ہیں بھاری بھاری چوڑیاں

شفقلیں پیلی جو ہیں نظر وہیں ہماری گوریاں — اور میں کوٹھے سے اس طرح اُتاری جاؤں
چھلن جو بنتے ہیں سولی کی اندھیری رات — یا ٹھکرانی کدھر اب میں بچاری جاؤں
ہائے شرمیلی رنگیں کہ میں اپنے گھر تک — شہر میں کرتی ہوئی آہ و زاری جاؤں

گر چہ زناخی جیسی نیلی نہیں ہوں میں — لیکن ازار بند کی ڈھیلی نہیں ہوں میں

یہ بولتی ہوں بول بڑا خاک چاٹ کر — گوئیاں ان کی طرح جھاڑ کی تیلی نہیں ہوں میں

ہے دوست سب کی آنکھوں کی پتلی تو ملے بوا — بی بی ہوں گھر کی میں بھی رنگیلی نہیں ہوں میں

ہیں حرفتیں بھری مرے رگ رگ میں کوٹ کر
رنگین تری طرح سے رنگیلی نہیں ہوں میں

تو آج داد دے تو لہو پیوے ہمارا — تجھ بن نہیں کچھ سیر شب ماہ کی گوئیاں

اب تجھے خدا سمجھے نہ زہر کی اک کانٹھ — تجھ پر کہیں بجلی پڑے درگاہ کی گوئیاں

ہے دل میں ہوس اپنے تو رنگین کی ہوس ہے
خواہش ہے نہ دولت کی نہ کچھ جاہ کی گوئیاں

طبیعت چاہتی ہے اس کو میری — گئی اس سے بھلا کب تک رہوں میں

جھپٹتا ہے وہ سو سو بار آ کر — بچی اوس سے بھلا کب تک رہوں میں

لڑا کرتا ہے وہ مجھسے ہمیشہ — ملی اس سے بھلا کب تک رہوں میں

برا مجھکو سمجھتا ہیگا رنگین
بھلی اوس سے بھلا کب تک رہوں میں

جو ہوئی تھی سو بات ہو لی کہارو — چلو لے چلو میری ڈولی کہارو

بکھر جاؤ نگری سے مر جاؤ سارے — لگے تم کو ایسی ہی گولی کہارو

چلو ہو لئے ہولے دھمک سے نیختی — گئی سب مسک میری چولی کہارو

مرے مغز کے بس اوڑاؤ نہ کیڑے — سناؤ نہ اپنی یہ بولی کہارو

الٰہی کرے نکلے تالو میں گلٹی — یہ جیسی زبان تم نے کھولی کہارو

جو ہیں لو تری ڈولی سے میں ہے میں تمنے — پٹاری میری سب ٹٹولی کہارو

علے کی قسم مین نہ دونگی کہاری مجھے سمجھو تم نہ بہولی کہارو
ذرا گھر کو رنگین کے تحقیق کر لو
یہاں سے ہے کئے پیسے ڈولی کہارو

تو تو محرم نہین مت ہاتھ لگا چھاتی کو سخت بیرحم ہے تو اوہی مری جان گئی
بولے وہ کو آؤ گی کب مین نے تب آن یہ کہا بندی ہرگز نہین ابتک کہین ہماں گئی
نیس پیڑو میں اٹھی اوہی مری جان گئی مت ستا مجھکو دوگانا تیرے قربان گئی
تجھسے جبتک نہ ملی تھی مجھے کچھ دکھ نہ تھا ہاتھ ملتی ہو ملا تیری بات کو کیون مان گئی
زہر لگتی ہے مجھے تیری چھیل بازی یاں تیرے آنے سے باجی تجھے پہچان گئی
تیری رنگین سے کہین آنکھ لڑی کا یہ کہدے
کچھ تو گھبرائی ہوئی پھرتی ہے اوسان گئی

شکل باجی کی جو یاد آتی ہے تو ابھی روح نکل جاتی ہے
کبھو جڑ جائے میری آنکھوں کا نیند کیون اس کو نہین آتی ہے
کوئی کمبخت سے ملے گا آکر کچھ کھڑکتی جو مری چھاتی ہے

آج دروازے پہ نوبت جو دہکی جاتی ہے میرے کوکا کی جی گو دبھری جاتی ہے
میرے چھوچھو کی ابھی کوئی بڑہائے پشواز پر مجھ سے اوسکے فتحی دہری جاتی ہے
سامنے میرے کوکا کے پلے ہٹ دائی تری صورت سے وہ ڈر پوک ڈری جاتی ہے
میری پروا نہین رنگین کو اہی انا جان
اوسکے پاس ایک نئی روز بری جاتی ہے
کل وہ لشکر کو سدھارے گا تماشا ہے یہ نئے جا کے لاوے تو مجھے اوسکی نشانی باندی

اور تو کیا کسی لونڈے سے تجھو دونگی بیاہ — لاوے گر اُس کا تو پیغام زبانی باندی

میری طرف سے کچھ تو ترے دل مین چور ہے — مین نے سمجھ لیا تو دوگانا گھمنور ہے
اتنا بڑا ہی پیسا ہے اگ اُو نکی ناک پر — جتنی بُلاوی دوا میری اونگلی کی پور ہے
شاید کہ ہوگیا میرا اٹھارہ برس شروع — کوکا کچھ ان دنون تیری چاہت کا شور ہے

تیری قسم گنواری اُسے جانتی ہون مین
لونڈی کو کہے رنگین جو کوئی کہتی بند ور ہے

مین تو وہ اوڑھنے کی نہین کل جو اوڑھنی — باجی مجھے اوڑھا دو جھلا جھل کی اوڑھنی
بھیجا ہے گرٹ کا یہ دوپٹہ مجھے جو خوش — اور آپ اوڑھو تمھین ململ کی اوڑھنی
گرمی کے مارے ناک مین آئی ہے میری جان — انا اوڑھا دے لا کے کوئی ہلکی اوڑھنی
برسات اوسکو کہتے ہین جی جس بہار مین — سر پر ہوا کے ہوتی ہے بادل کی اوڑھنی
بہو بیچی لچک کمر کو ارے لوگو دوڑیو — کوٹے تلک جو سر سے مرے ڈھلکی اوڑھنی

ہماری نبت ننگا ہے کہ سر پر نگا دن مین
سر پر مرے ٹہرتی نہین ہلکی اوڑھنی

بیٹھا دیا مجھے رنگین کے دام مین ناحق — کٹے الٰہی کرے ناک میری دوانی کی

ٹھو کتا یہی تو نہین ہے مرد دا اسکو کوئی — اتنا اتراتی ہے جو جا پر دوا کس واسطے

ریختی کہنی اجی رنگین کی یہ ایجاد ہے
منھ خبر اتا ہے مواانشا جیا کس واسطے

نکلا عید کا چاند جو گھر سے نکر دا لا نکلا آج — کیون نہ پھر دن مین ابلی کھلی اور پڑا لا نکلا آج

مجھکو روتا دیکھکر بولی دوا زاری نہ کر — تیرے صدقے ہوکے مر جاؤن مین بی ہماری نہ کر

ہر مہینہ میں کرٹھاتے تھے مجھے بھول کے دن
بارے اب کے تو مجھے مل گئے معمول کے دن

اب کرو یہ عہد ہے کہ جو بارہ وفات ہو
تو میرے اور تیرے دوگانا وہ بات ہو

دل ہو خون اور حنا کو بہاگ لگے
اس تری مصفی کو آگ سگے

ہو گیا چاک جگر کا مجھے سینا بھاری
دشمنوں پر ہے ترا اب کا جینا بھاری

تو نے منت کی نبھائی جو یہ نیلی بیڑی
تو ذرا جان مری ہو گئی نیلی ایڑی

بھول کر بھی جو کسی اور کے گھر بھول پڑے
تو الٰہی کرے گوئیاں مرے گھر بھول پڑے

رباعی

کیوں آپکو تیرے پیچھے ہلکان کروں
کیوں اد تھنے کا تیرے دل میں ارمان کروں
میں چاہ کے تجھکو مفت بدنام ہوئے
رنگین چل دور تجھکو قربان کروں
کوکا تجھکو یہ لگی ہے چاہ ہوئی تو
سچ کہہ تو کہ ہے کس سے تجھے راہ ہوئی
رنگین ہے کون جس کا لے کر نام
کہتی ہے ہر دم یہی تو آہ موئی تو

غزل نامعلوم

یورپ سے ہو کے ہند میں جب آنے مانگتا
ہم جو رو لوگ گاڑی میں بھلانے مانگتا

ہم ویسی حنہ دیکھ لیا گستہ کر لیا
بو فول کہہ کے مہرو کو ہم کھانے مانگتا

ہم باپ مما ڈا لوگ کو بالکل بنا دیا
یورپ کا پاٹ ہند میں پھیلانے مانگتا

کرتا بہت سا گھسا ہوں ہوتا پھر دن کھر اب
جب دیسی بھائی ملنے ہیں آتے مانگتا

پیٹا ہے ورود ہ ماں کا یہ بیوقوف لوگ
ہم ڈوڈھ فرکا بچے کو پلوانے مانگتا

محسن و عنقا بیگم

آپکا اسم شریف محمد محسن خانصاحب ہے اور تخلص محسن اور عنقا بیگم دونون فرماتے ہین خاپنور کے رہنے والے ہیں، آپ کے کلام مین دہلی اور لکھنؤ دونون خطّہ کی زبانون کا لطف ہے۔ جسمین شوخی۔ مذاق۔ رمز و کنایہ سب ہی کچھ موجود ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ خود حسنات سے آپ سے آپ نے اپنی شاعری کو بہت سجایا ہے۔ خیالات انوکھے اور طرز بیان بھی تمام ہے۔ بہت خوب فرماتے ہین نمونتاً کچھ کلام پیش کرتا ہون۔

ہوتا بسم اللہ سے آغاز ہے دیوان کا
راز سربستہ ہے وہ باجی دو قرآن کا

ابن مریم تھا ثنا خوان باعث قرآن کا
کیون نہو قرآن پر قربان دل انسان کا

پہلے نفرت تھی ہوا پھر اُس سے اُلفت ہوگئی
ہوگیا یوسف بھی شیدائی زلیخا جان کا

رہنما ہے راہ حق کو ہان۔ فقط قرآن ہے
ہادی کامل ہے وہ اسلام کے ایمان کا

اسلئے عیسائی و موسائی ہین شیدا لئے حسن
ذکر ہے انجیل مین توریت میں قرآن کا

چشم یکتائی سے دیکھو تم اگر چھپی اُسے
خالق اکبر ہے مطلب رام اور بھگوان کا

گلشن نعت نبی مین بلبل دیوانہ وار
ہے ترانہ سنج محسن اُس گل یزدان کا

سدا باعصمت ہیں اور حیا ہیں۔ ہے شرم ہامی شعار اپنا
وہ کھڑا نگا ہے سخرا ہے بتائیں ہم لوگ یا سا پنا
ہے یا مندی کو بھی وہ لٹکا۔ پھرے گا کھڑا وہ بھٹکا بھٹکا
نہیں لنگوٹے کا کچھ بھی کھٹکا۔ ہو کوئی دشمن ہزار اپنا

ملیگا پھر کب یہ وار گوئیان - وہ تیغ ابرو کی مار گوئیان
گرے نگوڑا سوار گوئیان - نچھوڑ داری شکار اپنا

لگا ڑ و نکی مین بھی حال گھر کا - وہ ڈالین بھیر وبال گھر کا
کھلائین نڈی کو مال گھر کا - نکالین مجھ پر غبار گھر کا

ہے آنے ڈولی کھلا ہوا بی - امام باڑہ بھی کربلا بھی
نگوڑے لڑتے ہین کیون بوا جی - حساب کر لین کہار اپنا
نہ جھانکو کسی کے در پہ محسن - بلائے رنڈی کو گھر پہ محسن
دھر دیا اور ان کے سر پہ محسن - اُتار وہ سہرا بار اپنا

پھر گیا ملبلہ بہانے آج گو ھر جان کا
کیسا ننگا ہے نگوڑا باپ حیدر بجان کا

خاک کھائنگا نگوڑا شیخ اپنی بزم مین
جانتا سر ہی نہین بھیڑا ما جرا نیچ تان کا

چھانتے ہین رات بھر دولہ میان جیلے کی گلی
خاک نکلے حوصلہ پھر حسرت وارمان کا

باندان بھر کے سر پہ مار دونگی آج مین
سوت بھیجا ہوا کھایا جو بیڑا پان کا

کیون نہ رنجیدہ ہو محسن وہ سننے سے بوا
خط نہین لاہور سے آیا الٰہی جان کا

عجب بلا مین پھنسی ہون گوئیان - مین اُس نگوڑے سے دل لگاکر
یہ دو نون پھو ٹین جو رات سوئی - ہون مین پلک سے پلک لگاکر
کھلے ہین ایام حیدری کے - پڑی ہے گھر مین وہ شیخ جی کے
جلائین گے ہم چراغ گھی کے مزد مسجد مین آج جاکر
بلا کی شوخی زبان مین ہے - ستم کا جادو بیان مین ہے
وہ موہنی آن بان مین ہے کہ مار ڈالا لبھا لبھا کر

لگائے کیا کیا وزیر بیگم - نگاہِ خونی کے تیر بیگم
بنایا دل کو اسیر بیگم کمان ابرو چڑھا چڑھا کر
بگاڑتی کیوں ہے اپنا جوبن - ہے چند روزہ ہوائے گلشن
نہ شیشہ مستی نہ بان ساقن اری دیوانی خدا خدا کر
سنو دل کو ذکر کباب شب بھر شتاب ہکو عذاب شب بھر
وہ پلاتے ہیں وہ شراب شب بھر - ہوئی جھنائیں بلا بلا کر
بہار گلشن عیاں ہے اُس میں - ادائے بلبل نہاں ہے اُس میں
وہ عقعقا بیگم زبان ہے اُس میں - کرماشڈالا الٰہی کیا کر
وہ اُلٹے اُلٹے سبق سنائے کرما رو ڈالا جلا جلا کر
بگاڑا کسی نے ان کو باجی سکھا سکھا کر سکھا سکھا کر
ہوا یہ بیگم ہے لکھنؤ کی - بڑی ہے دھوم اسکی گفتگو کی
وزا جو آنکھ اُس سے دو بدو کی تو اُس نے مارا جلا جلا کر
سگھڑ سیانی تو ہو کے جانی - خراب کرتی ہے زندگانی
جوانی ہوتی تو ہے دوانی - مگر نہ یوں شرم بھون کھا کر
کہاں سے آئے گا دم ہوا وہ - بڑا ہی دمباز ہے لوا وہ
سراپا شعلہ ہوا تھا وہ جیسے تکوڑی اڑا اڑا کر
ہوئی ہے رسوا کہ دو بدو کی - تکوڑی ہے بات آبرو کی
اڑا کے مٹی میں لکھنؤ کی بنا دیا کیا بنا بنا کر
یہ رنگینی ہے پری ہے یا گل - وہاں ہے یاں کی سنت بلبل
ہوئی ہے بہار سنبل شمیم محسن اٹھا اڑا کر

ہے دل مین حسرت کمال گوہر ہون عاشق خستہ حال گوہر
ہملا ہون غم سے نڈھال گوہر۔ دکھادو گویان جمال گوہر
حسین بھی ہین جوان بھی ہین۔ جبین پہ شاہی نشان بھی ہین
ادائین بانکی ہین آن بھی ہین۔ مین واری اُن کو نہ ٹال گوہر
موئی نے پہلے کیا تھا ڈبیا۔ جو چھوٹا ڈبیا تو تجھ سے لپٹی ہو
کسی سے چپٹی کسی سے چپٹی۔ بُرا ہے نیلم کا حال گوہر
سخن کی دلہن بہار پہ ہے۔ بہار مضمون ابھار پہ ہے
کلام محسن نکھار پہ ہے۔ غزل حسرت کمال گوہر

ناچہار رنڈیون کے سامنے نشا ہوکر
زیب دیتا نہین مرشد کو یہ آقا ہوکر
جائیگا شیخ نگوڑا یہا سیدھا ہوکر
شوخیان کرتا ہے مجھسے بڑا اکٹھا ہوکر
کربلی مغلانی کی بھی چھوکری رسوا ہوکر
باز آتا نہین دولہا میرا بوڑھا ہوکر
یہ رسیلا یہ رنگیلا۔ یہ سجیلا ہوکر
پھولکی والی پہ مرا مرنا ہے مرزا ہوکر
جب سے کنجڑن کو کیا شیخ نے شیدا ہوکر
رہ گیا سوکھ کے انجور کا چھلکا ہوکر
کیا کہون کو کلا بیگم کی کہانی گویان
پڑ گئی ناغ کے بس مین بری عنقا ہوکر
بیکلی دور ہوا سے قبلہ عالم جو کرو
کچھ علاج دل بیمار مسیحا ہوکر
کچھ نہین شاعر گستاخ سے اُمید وفا
گلتا محسن ہے مجھے دہر کی پڑیا ہوکر

ہری گھوڑی چمار کے بس۔ کمہار کے بس۔ کمہار کے بس
بجائے واحد ہزار کے بس۔ مگر نہ ہرجائی یار کے بس
جوانکہ گوہر نگار نہ ہوتا۔ مین گوہان کون دوں اشک کھوتی

کبھی یو تبھوٹ بھوٹ روتی ۔ اگر نہیں ہوتی چھپاؤ کے بس
نہ رنج کی سرحد میں آپ جائیں ۔ نہ مار کا لڑکی آپ کھائیں
نہ دیدہ و دانستہ آپ آئیں ۔ ہائے گھبو کے مار کے بس
اُڑی یہ جا جا کے دس میں بیگم ۔ مر بیگے ئے کی ہوس میں بیگم
نہیں نشہ اُن کے بس میں بیگم ۔ وہ ہیں نگوڑے خمار کے بس
تھے پہلے کچھ بھی ضعیف قبلہ ۔ ہوئے سو اب نحیف قبلہ
نہ ہوں کیونکر خفیف قبلہ ۔ پڑیں اگر چار چار کے بس
ہوا تھا گو ہرے بھر چہرا کا ۔ ہے خام بار ابر کی لڑاکا
کوئی نہ بندا ہوا خدا کا ۔ ہوا ایسی بے شرم نار کے بس
ہوں نوج عیار یار ایسے ۔ نگوڑے بھک منگے شیخ جیسے
نہ نکلے ڈولی کے چار پیسے ۔ پڑی ٹھوڑا کہار کے بس
تو آئی چھپا کلی نہ مالا ۔ ہے کب سے پھیٹ نگوڑی خالا
ہمارا زیور گھٹائی ڈالا ۔ ہو نوج کوئی سنار کے بس
فدا جو ہم اُس سوار پر ہیں ۔ تو خالہ وہ کب قرار پر ہیں
فدا وہ پھولوں کے ہار پر ہیں ۔ ہیں مد نیش الوز کے خار کے بس
ہے عنقا بیگم حیا کی بندی ۔ ہے اچھے حسن ملا کی بندی
ہو نوج کوئی خدا کی بندی ۔ تمہارے جیسے نگار کے بس
لگی ہے تن کے چمن میں باجی یہ کس شمع رو کی پیاری آتش
وہ سلگی رہ رہ کے ہجر کے شب ۔ بنی میں سامنے کی ساری آتش
وہ اٹھتا جوبن چڑھی جوانی بھلی وہ مستانی اور دوانی ...

بلا سے جوشوں پہ ہے پٹھانی رہ غضب کی رکھتی ہے ناری آتش
ہزار پانی پڑے جو اسپر وہ رہتی جا بجا لگی تیز اور تر
بجھائے کیسی نگوڑی آکر۔ تمھاری آتش، تمھاری آتش
ہے دل میں اس درجہ خنکی گوئیاں۔ کسی نے کی لاکھ گرمی گوئیاں
نہ سلگی گوئیاں نہ سلگی گوئیاں۔ ہماری آتش۔ ہماری آتش
جیٹھی حرارت جو کھا کے انٹے۔ بلایا کیسی کو کر کے گنڈے
لگا کے تن من رہے جو ٹھنڈے۔ تو مرداجی کی سدا رہی آتش
بہت ہی رکھنا چھپا کے دل کو۔ بچا کے دل کو، بچا کے دل کو
لگا کے دل کو لگا کے دل کو نہ گھر میں گوئیاں لگا رکھی آتش
ہے دل کی حسرت بھی آگ گوہر۔ سلگتی رہتی ہے دل کے اندر
بھڑکنا اسکا نہیں ہے بہتر۔ بجھاری آتش بجھاری آتش
ہے عنقا بیگم غبار دل میں۔ نگوڑا کہا کیا بجا رہی ہیں
ہے رشک برق و شرار دل میں۔ یہ آہ اپنی دلاری آتش

کرے گیا خاک ہوا بے وفا دنیا کا لحاظ
نہ بوڑھی اماں کی جسکو ہو التجا کا لحاظ
کوئی تو بات ہے دل میں شرم کی باجی
جو کرتے بات کو لوگ ان سے ہیں بلا کا لحاظ
کرے گیا خاک ہوا آنکھ اور ناک کا شرم
نہ جسکی آنکھ میں مطلق ہو ماشما کا لحاظ
وفا کی خاک ہو امید اس ستمگر سے
کہ جسکی خاک میں مخلوط ہو جفا کا لحاظ

نہ جھوٹ ہو مداحی شیر خدا یا عنقا ء
کریں گے آپ وہ مشکل کشا۔ دعا کا لحاظ

رنڈی نگوڑی کی ہے فقط گھات کا لحاظ
دن کا لحاظ ہے نہ انہیں رات کا لحاظ

ہیں چلتے پرزے کرتے ہیں ہر بات کا لحاظ — حرکات کی بھی فکر ہے سکنات کا لحاظ
اوئی باجی کبھی نوج کرے ایسے فعل کو — تعویذ گنڈے سحر و کرامات کا لحاظ
پینے میں مقنل گل کی رعایت بھی ہو بوا — ٹھنڈی ہوا کا موسم برسات کا لحاظ
حاجت روائی کرتے ہیں کیسی ہوئی رواں — رکھا روا نہ قبلۂ حاجات کا لحاظ
کہتا ہے کون آپ مناعی نہ لا سبے — پر ہو حضور سب سے مساوات کا لحاظ
مانا کہ پردہ والی سے کچھ بات ہی نہیں — کیوں بات بات پر ہے مساۃ کا لحاظ
کر لو صفائی باجی کہ دولہ ہیں بیخطا — کرتے نہیں عدو کی روایات کا لحاظ

افسوس تو یہی ہے کہ عنقا ہوا نہیں
محسن نگوڑے مارے کو کچھ بات کا لحاظ

خانۂ دل میں کیا ہے عشق نے روشن چراغ
جا بجا ہے شمع مجکو نے سر مدفن چراغ
گرمیٔ جوشش ستم نے کر دیا تن من چراغ
بنگیا ہر ایک گریبان - رشتۂ دامن چراغ
بس اسی غم میں ہمارا کنج دل تاریک ہے
وہ نہیں بھولا جلانے کا سر مدفن چراغ
دولہ بھائی گر پڑیں - ٹھوکر لگے یا چوٹ آئے
کیوں نہیں رکھتی ہو دلہن تم پس چلمن چراغ
گل پڑے ہیں دم نہیں - دھاز بھی سلفہ ہوئے
آج گل ہیں شام ہی سے کیوں بوا ساقن چراغ
پینے جو ابیلے پن سے رات اس نے ہار پھول لو

گو ہمسر شبنم سے گل کا بن گیا جوبن چراغ
کرکے ترکون سے تجارت بنا گلی کا ن گنہ
روغن اسلام سے ہے دولت جرمن چراغ
بدگمانی دیکھنا مین ہو گئی بیت الخلا ہو ہو
پیچھے پیچھے آگیا اب کر ہوا بدظن چراغ
نوج ہو عیار ایسا دن دھاڑے لوٹ ہے
دل جلا لیتا ہے رکھکر ہاتھ پر پرفن چراغ
تنے جب ڈالے گنڈا سین شب تاریک مین
بن گیا محسن ہمارا گوشہ دامن چراغ
دکھاؤ تن تن گھڑی نہ موہن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
ہے چند روزہ یہ حسن و جوبن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
قرار کھٹکا نشیب کا ہے۔ بُرا یہ عالم فریب کا ہے
صدا ہے گھڑیال کی یہ ٹھن ٹھن گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
کہا جو عنقا نے جاؤنگی اب۔ حضور کل دو تک آؤن گی اب
تو کہتے کیا ہین پکڑ کے دامن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
نذر تو بیگم بنا کشیدی۔ جو رکھے رنڈی ہوا وہ شیدی
تو تو بھی ما جا سکے کمیل سا دن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
یہ بیخ پردہ مین گاڑ با جی۔ کسی سے مت تو بگاڑ با جی
اکھڑے گا یا دفنا سے چلمن گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

جوکر لکھنوی

آپ لکھنؤ کے ایک نہایت معزز طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں آپ کی شاعری ظرافت کی روح رواں ہے ہر شعر سے بندش استادانہ اور خیالات اپند اور پختہ کاری کا پتہ چلتا ہے ۔ نہایت زندہ دل خوش خلق نیک مزاج ہیں ہم نہایت شکریہ کے ساتھ آپکے کلام کو درج کرتے ہیں کہ آپنے ہماری استدعا پر کلام عنایت فرمایا

چمن میں اونکی کوٹھی سے بلند اپنا مکان ہوتا
کہ اونکے جھونجھے کے اوپر ہمارا آشیان ہوتا

اگر وحشت کی لیتا قیس اور محو فغان ہوتا
تو پی لیلے کے اوپر اونٹ او سپر ساربان ہوتا

کسی کے کان پھٹ جاتے تو کوئی گونگا ہو جاتا
اگر بندہ نصیب دشمنان محو فغان ہوتا

قفس میں آب دانہ سنت کا اٹھا یہ جب ہوتی
گرا یہ پر چلا دیتا جو میرا آشیان ہوتا

میں دبلا اور وہ موٹے جھپکی شکلے یہ کیا جچتی
جو اوچکاتے وہ اپنی توند تو پھر میں کہاں ہوتا

حسین جتنے سڈیلشی تھے بناتے جھنڈیاں اونکی
جو سن بائیس میں میرا گریبان دھجیان ہوتا

گذرتیں اونٹ کے کوہان پر سب وصل کی راتیں
اگر خود ناقۂ لیلے کا مجنون ساربان ہوتا

کسی کے دس گھرے کی کھیلنے میں کام آ جاتا
میرا دل دل نہوتا کاش املی کا جیان ہوتا

بسیرے کیلئے پھر کیوں کسی کی جھونجھے میں گھستا
مرے صیاد جوکر کا اگر آج آشیان ہوتا

دیگر

عاجز ہوئے ہیں گرمئی روز شمار سے
مردے نکل کے بھاگ رہے ہیں مزار سے

گذرا جو قیس آدمیوں کی قطار سے
لیلے کے ساربان نے باندھا مہار سے

رہ کہتے ہیں بال کہو میرے سوکار سے
ہوگا سا تیل لیلے چراغ مزار سے

باغوں میں پر دکھو میں یہ کیسے قیس کی
لیلیٰ ضرور بھاگتی ہوگی درار سے

رہتا قدیم ہوتا جو کہیں تک آدمی / دنیا شہ پہ دیتا نگردش لیل و نہار سے
حاجت نہ ہوئی جو چولہا بنا نیکی یار کو / کچھ کے گھوڑے گیا میرے مزار سے
لنگڑے یہاں دلگے ٹکڑوں کی زلف دوتا کی ڈور / الفت میں پیچ پڑ گیا اب ناگدار سے
مجھ پر عنایتیں ہیں تو غیروں کو چھوڑ دیجئے / کب سو مریض اچھے ہوئے اک انار سے

وعدہ میں تیرے جھوٹ کا ہی جب اس قدر نہ ہو / جو لد سے گر پڑے نظر اعتبار سے
وہ یوں گریز کرتے رہتے ہیں جو کر کی شکل سے / جسطرح بھاگتا ہوا کوئی بھوت مار سے

دیگر

اولاد ہے آدم کی مانا کہ ہے سودائی / اس رشتہ سے تو مجنون لیلیٰ کا ہوا بھائی
کھاتے ہیں قلابازی سب تیرے تماشائی / کس قسم کی ورزش ہے ظالم تیری انگڑائی
جب پردہ محمل سے لیلےٰ اٹھی تماشائی / مجنون نے حماقت کی اگر چلو تیخ نہ دکھلائی
عشاق گزر بیٹھے ہاری شب تنہائی / یہ کہتی ہوئی بھاگی میں مردود تھی کیون آئی
کیوں ہر کس و ناکس کے مردکو جلاتے ہو / ٹھینگے میں نہ ملجائے اک روز مسیحائی
دم ہم اونکا دم رخصت کام آیا بہت میرے / وہ مچھ گئے اوٹھ سکے جب جھینک مجھے آئی
کمبخت کو کمبختی سے فرصت ہی نہیں ہوتی / اللہ کرے اوسے عاشق ہو کوئی نائی
یوں لیلی و مجنون کو ہم عمر جتاتے تھے / تسلیم بڑی بھابی - آداب بڑے بھائی
جب سامنے آتا ہوں تم دیکھ کے ہنستے ہو / آخر تمھیں جوکر کی کیا چیز پسند آئی

دیگر

منہ شیخ نہ تک شفتہ زلف دوتا کے / ڈاڑھی کو تری نوچ نہ لے ہاتھ بڑھا کے

ٹپکے نہ کبھی یا ٹوں مری تیر پہ آگے | رہتے ہین سو ابد آپ تو گھوڑے پہ ہوا کے
صیاد کا بندر ہے مرے جھونجھ کا دشمن | اللہ گرے گر پڑے یہ پھنگی پہ جا کے
جو آہ میری صبر مین بارچ ہوئی اوسکو | بالائے ہوا پھینک دیا ٹانگ گھما کے
دیکھون تو گراتا ہی فلک سے برق کماتک | رکھتے ہون مین سر باغ مین سنبھو ٹہہ لگا کے
سونگھا ہے جو ایدل اوسے کتنا نہ کسی سے | آنے تو دے مہندی اونہین پانو مین لگا کے
کوئی مجھے اس بھول بھلیان سے نکالے | رہتا ہون دریا پٹے مین گھوم گھما کے
جب بحر کہ کھلجاتی ہی مجنون کی کبھی آنکھ | دیتا ہون اذان اونٹ کے کوہان پہ جا کے
جو کرتے اندازہ ظرافت کے تصدق | رنگ اپنا جماتا ہے مری محفل کو ہنسا کے

دیگر

دل توڑ دیا میرا اوس بت نے یہ جانا | بجائیگا دان تکیہ ٹوٹا جو صنم خانا
مقتل مین یہ کہتا ہون میں لیسے کہ نہ گھبرا | جب قتل کا وقت آئے چپکے سے کہ سبک جانا
مجنون کی طرح ہوتا فرزند بھی دیوانہ | اللہ جو لیلے کو دکھلاتا زچہ خانہ
دھوکے مین کسے دیدی یہ کون بتا اے ساقی | میخوارون کے جھرمٹ مین واعظ کو نہ پہچانا
ساقی سے ہے میرے کسکی ہمت ہے جو مے ملتے | ایک ہاتھ مین جوتا ہے اک ہاتھ مین پیمانہ
آنکھون مین دئے کاجل جاتے ہو عدو کے گھر | اللہ کرے رستے مین مچ جائے کوئی کانہ
آو دل سوزان ہے یا آنچ ہی جلیو نکی | عشاق کی محفل ہے یا کوئی حریص خانہ
دھڑکن سے میرا دل ابھی کچھ کم نہین نیند کھٹکے | اوسے نسا کرسنہ ہے دو ہاتھ اوچھل جانا

وہ کہتے ہین لے جھکر جو جاتے ہو البیلے کر
میری بھی جوانی ہے اور تو بھی ہے مستانہ

دیگر

ہے دعویٰ مروتی کبھی مٹیگا یہ منظر خستہ سامان ہے
کہ سارا چاک ہے اور ایک سے جو کر کا گریبان ہے

ادھر دریائے خون جاری ادھر انبار مردو نکے
یہ کوئی مرگھٹا ہے یا زمین کوئی جانان ہے

یہ شام وصل آخر دو دیکھو تونکی ضرورت کیا
تکلف برطرف جب ایک ہم دونوں کا ارمان ہے

ادھر نہیں جلاد سے سرگوشیاں کرتے جو نہیں دیکھا ہے
تو مین یہ کیسے بہا گا اب بیان کچھ اور سامان ہے

عجب کیا ہے جو وحشی حرکتوں سے اپنی باز آئے
اگر سب ملکے چلائیں گریبان ہے گریبان ہے

دسہرے میں جو پوچھی اوسے خیر دعا نیت دل کی
تو فرمایا کہ وہ شیشو تو زیب طاق نسیان ہے

کیا ہے گردش ایام نے لیلے کو بھی پاگل
لئے ہے جیتھڑے کہتی ہے مجنون کا گریبان ہے

زمین کے اسطرف آباد ہیں ساحل امریکہ
تو کیا یہ ملک بھی سمجھا گور غریبان ہے

ہزاروں ہی سے شری سودائی اسنے کر دئے پیدا
میان جو کر یہ دنیا کیا ہے دیوانوں کی ماں ہے

دیگر

مرینگے غیر مل ملکر سر محفل ہنسی ہو گی
مزا آجائیگا جب ہمسے تمسے دلگی ہو گی

وہ دن نزدیک ہے اس گھر میں اک شادی رچی ہو گی
ہمارا چھوکرا ہو گا تمہاری چھوکری ہو گی

جو حال آیا تو یہ حالت تمھاری شیخ جی ہو گی
بندھینگے پاؤں میں گھنگرو گلے میں ڈھولکی ہو گی

شریک بزم جانا بند کرلو اپنی آنکھوں کو
وہ آتے ہیں نقاب اُلٹے ہوئے بے پردگی ہو گی

نگاہوں سے تمہاری ڈرنے والے اور ہی ہونگے
دکھائی آنکھ اگر مجکو تو انگلی ہو نکدی ہو گی

اُسے تو آپ ہی شاید کہینگے اپنا دیوانہ
رہے جسم بھر میں اک لنگوٹی گیروی ہو گی

میں سنتا ہوں کمر معشوق کی معدوم ہوتی ہے
وہ کیا شئے ہے جو اوسنے قتل پر میرے کسی ہو گی

گذر جائیگا کوئی انتظار شوق وصلت میں تو
خدا کی مار تم پر اب یہ کنگھی ختم بھی ہو گی

بڑھا دی حضرتِ گاندھی نے پیداوار ترکونکی — بنا جاتا ہے تو بہر سننے مین ردی مصطفی ہو گی
طوافِ کعبہ بھی کر کے مقدس جو نہین ٹھہرا — خر عیسٰے ہو نگا میر جسکی وہ گدھی ہو گی

ہزارون ہونگے معنی مختلف اوس مصرعہ کے جگر
کوئی سمجھے گا کیا ایسی ہماری زندگی کیا ہو گی

دیگر

ورے بیان کے لئے ہے بجز وہان کے لیے — بچھا ن زبا نکے لئے ہے بجز زبان بچھان کیلئے
کبھی یہان کے لئے اور کبھی وہان کیلئے — مین صاف کیا کہون لبھے کہا کہان کیلئے
دل کے قیس کے نالو نسے کہا گیا گدا — قفس لگائی ہے لیلی نے ساربان کیلئے
لگائے یار نہ جو نہ تو دل درست نہ ہو — یہی تو ایک مرمت ہو اس مکان کے لئے
سوالِ وصل پہ مدعی کوئی بنا دت کی — ہزار طرح کے نخرے ہین ملک ہان کیلئے
مین چنکے لایا ہون بہرام گھاٹ کی لٹھے — بہت حقیر یہ تنکے ہین آشیان کیلئے
بین فصل انبہ مین کچھ یاد کر کے رونیلگا — اثر تجھبہ ایسے میرے دل نے پی کہانکے لیئے
یہ بولا طائر دل سر پہ قیس کے جا کر — عجیب شاخ ملی مجکو آشیان کیلئے
نقاب بینک بھی دونو چلے ادہر دیکھو — کہ منہ چھپانا بھی اک ننگ ہے جوان کیلئے
ہزار عاشقون کا خون سہیجئے لیکن — کہان وہ بات جو تھی قیس اخان کیلئے

یہ کوئی کھیل نہین ہے ذرا خیال ہے
دیا ہے دل تمھین جو کرنے امتحان کیلئے

ذکی لکھنوی

ظرافت کے ایک نہایت مشاق شاعر ہین لکھنؤ آپ کا وطن قدیم ہے نہایت خلیق زندہ دل۔ احباب نواز آدمی ہین خصوصیت سے آپکا پڑھنا مضمون کی صحیح تصویر ہوتا ہے شوخی۔ صفائی دونون آپکے کلام کا جوہر اعلیٰ ہین

نظر آتا ہے اندھیرے مین چراغان مجھکو
جا پڑو خانہ مین ملے غول بیابان مجھکو

دھر ٹیک ہوگی نہین تو اسے سمجھا دیجئے
گالیان دیتا ہے روز آپکا دربان مجھکو

زلف پر پیچ کی الفت مین مین ٹھہر جاؤن
دیکھنے کو جو ملے بھول بھلیان مجھکو

دی ہے سو مرتبہ جب یار کو چٹی مین نے
پھینکے جب جب بن مین کہین ڈھیلے کی گٹھیان مجھکو

جب کہا قیس نے ہمین ہمنا لپٹ جا پیاری
کہا لیلیٰ نے کہ بھئی یار نہ گئی امان مجھکو

وصل ہو جائے جبھی اسلئے کرتا ہون فقط
ورنہ چھینکا بھی نہین الفت جانان مجھکو

اے ذکی گر کئین نزلہ سے جوانکی پلکین
نظر آنیلگا بے خار گلستان مجھکو

دیگر

تھا حکم نجد مین لیلیٰ کا ساربان کیلئے
کہ بھیجا جلد نکل چل شتر کو ہانکے لئے

بنے کے جھونجھو سے اچھا بناؤنگا مین جھونجھ
جو تارے ملگئے کچھ مجھکو آشیان کیلئے

نہ اُجلے کس لئے صیاد ہانس جھوٹا ہے
یہ گوشہ نشین ہین فقط میرے آشیان کیلئے

بھنا ہوئے نہ چنے بھی ہین یہ کہتا تھا قیس
دو وقتہ تو رہے جاتے ہین ساربان کیلئے

کھلا کے قیس کو لیلیٰ نے اور اوپٹی دی
کہ ہوگی فاقہ سے لے جا یہ اپنی مان کیلئے

ہدہد الشعرا

عبدالرحمن نام تھا۔ پورب زاد بوم کسی وجہ سے دہلی آئے حکیم آغاجان صاحب عیش کے پاس مکان لیا اور وہین لڑکے پڑھانے لگے۔ بہادر شاہ بادشاہ مرحوم نے طائر الاراکین شہپر الملک۔ ہدہد الشعرا منقار جنگ بہادر کا خطاب عطا فرمائے اور سات روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر کر دیا آپ کی وضع قطع عجائب و غرائب تھی سر پر لمبی لمبی جٹائین۔ کان مین بقول تخلصے چھچھوندر کے چنبیلی کا تیل۔ داڑھی دو شاخہ زاویہ نما اپنی جھونجھ مین خوش و خرم رہتے تھے حکیم صاحب اور احباب کی فرمائش سے کبھی کبھی نغمہ بے ہنگام بلند ہوتا تھا۔ ملاحظہ ہو۔ بہادر شاہ کی تعریف مین قصیدہ فرماتے ہین۔ اور کیا خوب فرماتے ہین۔

قصیدہ

جو تیری مدح مین چونچ اپنی وا کردون
تو رشک باغ ارم اپنا گھونسلا کردون

جو آ کے ریز کرے میرے آگے موسیقار
تو ایسے کان مروڑون کہ بے سرا کردون

جو سرکشی کرے آگے میرے ہما آکر
تو اسکے نوچ کے پر بکل نیولا کردون

مین کھانے والا ہون نعمت کا اور میرے لئے
فلک کہے یہ مقدر مین باجرا کردون

وقت کی بات ہے ایک مرتبہ مکان تہ تما تھا آپنے ایک عرضداشت نظم کرکے الی ملاحظہ ہو۔

خود تیرے شہنا ہون کبک کے آ گئے ہو دیئے
کس سے کہئے جاکے یہ غم کو ہمارے کھو دیئے

تجھکو حق نے ہے کیا ملک سخن کا شہسوار
ہین بجا کرنے سمند طبع کو یان پو دیئے

حیف آتا ہے کہ فن شعر مین کھوئی عمر
کاش کہ ہم سیکھتے اس سے بتائے یو دیئے

سنگلاخ ایسی زمین ہے سوچ لے دل تا کجا
فکر کیجئے صرف اسمین اور پھر ڈھو دیئے

رشتہ عمر شہنشاہ جہان ہووے دراز
[illegible] پھلتے رہین جبتک جہان مین پودیئے

دیدے اسکو بھی زمین تھوڑی کرین گھر کھونسلے — مارتا پھرتا ترا ہُد ہُد ہے تالہ لوٹے

ایسے ہی ایکمرتبہ تنخواہ کو ذرا دیر ہوئی - ادھر انھون نے نظم کی ٹانگ توڑنا شروع کر دی اجہ دیبی سنگھ جو اسوقت شاہی دربار مین ایک معزز عہدہ پر تھے - یہہ سنجادی - ملاحظہ ہو -

جہان مین آج دیبی سنگھ نورا بورکا راجہ ہے — خدا کا فضل ہی جو قلعہ مین تو آج راجہ ہے
سلیمان نے ہی تیرے ہاتھون دی رزق کی کنجی — تو سردار اونکا سردار ہمارا جو لگا راجہ ہے
شکم اہل جہان کے سب ہین شکر انہ بجا لاتے — دمامہ جاکے تیرا گنبد گردون پہ باجا ہے
کسی کو جبے نہ دسے تنخواہ تو مختار ہی اسکا — مگر ہُد ہُد کو دیدے کیون نہی ہُد ہُد کا کھاجا ہے

رباعی

ہُد ہُد کا مذاق ہے نرالا سب سے — انداز ہے اک نیا نکالا سب سے
سر دفتر لشکر سلیمان ہے یہ — اڑنا بھی ہے دیکھو بالا بالا سب سے

دیگر

راست آئینون کو نفرت ہی کج آئینون سے — تیر نکلا جو کمان سے تو گریزان نکلا
آشیان ہے جو غزل پڑھنے کو ہُد ہُد آیا — غل ہوا بیشتر یہ ملک سلیمان نکلا

حکیم صاحب کے اشارہ پر ہُد ہُد سلیمان سخن کو ٹھونگین بھی مارتا تھا - چنانچہ بعض فرین سر مشاعرہ پڑھتا تھا اور کہہ دیتا تھا کہ یہ غالب کے انداز مین یہ غزل لکھی ہے تو ایک مطلع ہے

مرکز محور گردون بہ لب آب نہین — ناخن قوس قزح شبہ مضراب نہین

غالب مرحوم تو.... وہ یاہیے سنتے تھے اور ہنستے تھے - موسن خان وغیرہ نے ہُد ہُد کے شکار کو ایک باز تیار کیا انھون نے اسکے بھی پر نوچے - مشاعرہ مین دو دو چونچین ہوگئین یارکا شعر مشہور ہین ہُد ہُد کے شعر سنئے -

جیسے کہتے ہین ہُدہُد وہ تو زشیرون کا داوا ہے

مقابل بترے کیا ہو تو تو اک جرہ کی مادہ ہے
گر آئی بازڑی کا میدان بین کوئی سامنے میرے
تو دم مین پر نہ چھوڑونگا یہی میرا ارادہ ہے
مقرر باز جو اپنا تخلص ہے کیا تو نے
ہوا معلوم اس سے یہ کہ گھر تیرا کشادہ ہے
ادب اے بے ادب اتنا سا خبر اسکی نہین تجھکو
کہ ہُدہُد سب جہان مین طائرونکا پیرزادہ ہے

چند روز کے بعد باز اڑ نچھو ہو گیا اور اسکی جگہ ایک کوتے نے لی۔ یعنی ایک بقلعہ تیار کیا جسکا زاغ تخلص تھا۔ ہُدہُد اسکے بھی منھ آئے۔ اور ہجوون کا وہ طوفان اٹھایا کہ کوا کاؤن کاؤن کرتا غائب ہو گیا۔ اور صورت کی کوئے کی طرح کبھی پتہ نہ چلا وہ شعر سنئے۔

جون آیا ہے بدل لی کی عدو کوے کی — اسکی ہے پاؤن سے تاسر وہی خو کوے کی
وہی کان کان وہی کین کین وہی ٹان ٹان اسکی — بات چھوڑی نہین ہان اک بھی مو کوے کی
پہلے جانا تھا یہی سب نے کہ کوا ہوگا — اب جو معلوم کیا ہے یہ ہو کوے کی
بن کے کوا جو یہ آیا ہے تو لے ہُدہُد شاد — دم کترنے کو تو کچھ کم نہین تو کوے کی

اوج

اوج تخلص۔ عبداللہ خان نام۔ دلی کے قدیمی رہنے والے۔ بلکہ وہین کے روڑے تھے ۴۵ برس کی مشق تھی ایسے عالی مضامین پیدا کرتے تھے کہ تاکنند بھیڑون کی طرح کسی طرح انکے قابو مین نہ آتے تھے۔ مگر دنیا انکی دولتیون سے عاجز تھی۔ غالب مرحوم کا دیوان چھپا تو آپ نے فرمایا۔

ڈیڑھ جز پر بھی تو ہے مطلع و مقطع غائب　　　غالب آسان نہین صاحب دیوان ہونا

مومن خان کو کنور اجیت سنگھ نے ایک ہتھنی نذر کی۔ آپ نے یہ شعر کہہ ڈالا ؎

جہنمون مین وہ مومن مکان لیتا ہے　　　نجومی بنکے جو ہتھنی کا دان لیتا ہے

دلی مین ایک شیرین رنڈی تھی۔ شوق عبادت ہوا حج کو چلی آپنے الوداعی شعر کہا ؎

سچا ہے شیرین اگر چھوڑ دلی حج کو چلی　　　مثل ہے نوسو چوہے کھا کے بلی حج کو چلی

باقی شعر سمجھ مین آئین نہ آئین مگر سنئے اور ضرور سنئے۔

ہین مچھلیان لعبو دہ کی بین پر شکن کے اندر　　　الٹی ہے بہتی گنگا بھی بہون کے اندر

دنیا کے منقلب کا الٹا ہے کارخانہ　　　ہے دہر شمع واژدن اس انجمن کے اندر

مین وہ ہون نخل جوے سلسبیل دریائی　　　میری ہے کشتی گل نارجیل دریائی

مجھے اترتی ہے گرداب آسمان سے ومی　　　ہے راہبر خضر جبرئیل دریائی

مین کالا پانی پرانا ہوں ہر شب روز　　　زمین کا گز ہے مرا کلک میل دریائی

بنا ہے کنگرۂ خار دلک دشت حصار　　　مرا ہے آبلہ برج فصیل دریائی

ہے آبشاری کے مضمون آبدار کو وہٹ | ہمارا خامہ ہے بحر علوم فیل دریائی
جہاز ہے مرا اک تار لنگر دم پر | مرے عمل مین ہے جر ثقیل دریائی
مین اپنے کوچ کی موج موج مین بہلا جاتا | حباب وار ہون کوس رحیل دریائی
ہمارے موج تلاطم سے آشنائی ہے | یہ آب شور ہے دیتا ز نیل دریائی

ہے اوج مردمک دیدہ مردم آبی
کمال دیدۂ تر سے سبیل دریائی

وحشت مجھے زنجیر پہناتی ہی تھی اکثر | طفلی مین بھی ہنسلی مری جاتی ہی تھی اکثر
جیب تھا زر گل کیسۂ غنچہ کی گرو مین | بلبل پڑے کلچھڑے اڑاتی ہی تھی اکثر

دم کا جو دم میں باندھے ہے خیال اپنا | ہے پل صراط اترین یہ ہے کمال اپنا
طفلی ہی سے ہے مجھکو وحشت سرے الفت | تم مین گر الجھا ہے اہو کے بال اپنا
کسب شہادت اپنا ہے یاد کسکو قاتل | سانچہ مین تیغ کے سر ڈھلے ہین ہال اپنا
بہاتا ہے جوش عشق شیرین دہنون مین ڈبنا | ہے آب شور گریہ آب زلال اپنا
چیچک کے آبلون کی مین پاک موتی تاہون

بوم

پہلے سے نہین مفلس محتاج جولاہے | اب بھرنے لگے کوٹھیون مین ناج جولاہے
لیڈر ہو گئے قید مین اک راج کی خاطر | بیٹھے ہین دبائے ہوئے سوراج جولاہے
جیسے دنیا مین خلافت کی دہائی ہو گئی | اچھی خاصی ان جولاہون کی کمائی ہو گئی
ہو ترقی کس طرح ملبوس کھدر کو بھلا | چودہ آنے سیر گاڑھے کی کمائی ہو گئی

حجام

عنایت اللہ نام عرف کلو حجام تخلص۔ اصلی وطن سہارنپور۔ مگر آب و دانہ اور پیشہ نے ہمیشہ دلی کی گلیون مین رکھا۔ مرزا رفیع اسودا کے شاگرد تھے مولانا فخر الدین کے مرید تھے اور اسیوجہ سے لوگ اسکو شاہ جی کے نام سے یاد کرتے تھے مولانا موصوف نے دستار اور پوشاک دی تھی فخریہ اسکو پہنتے تھے ۱۱۹۳ھ مین انکی عمر ۳۵ سال کی تھی اپنے پیشہ کے لحاظ سے خوب شعر کہتے تھے اور خراج تحسین سننے والون سے وصول کرتے تھے۔

کیون نہ مجھکو ستانی ہے تو اے گردش گردون
مین نائی کا بیٹا ہون کہین سر نہ رگڑ دون

روز رخسار کے لیتا ہون مزے خوبون کے
بہتر اس شغل سے حجام ہنر کیا ہوگا

آج کل کے خوبرو دیکھے ہین یہ سکہ نہ تھے
ان تلک حجام ہی پہونچے نہ یہ حجام تک

خط آنے سے بھی اپنی رسائی نہین ہے ان
حجام کسطرح اسے ملین کیا ہنر کرین

رقیبو [illegible] سیاہ پڑتا ہے تب سو گھڑے پانی
بلا حجام کو جسوقت تم حمام کرتے ہو

اُس شوخ کے کوچہ مین نہ جا یا کر و حجام
جس جا ٹینگے اکرو زیہ اوزار تمھارے

کل میان حجب اسکا مونڈنے بیٹھے تھے سر
آج لوس کوچہ مین اونکی بھی حجامت ہوگئی

لگ چلے جو اس شوخ سے رستہ مین تو لے اے
جھنجھلا کے یہ کہتا ہے کہ چل دور نہ الے

خمیر

اودھ کے کوئی چھپے رستم ہین۔ نام و نشان باوجود تلاش نہ ملا یہ شعر ملے اونہین سے مطلب ہے وہی حاضر ہین۔

نہ پیس اتنا اے گردشِ آسمان | کہ ہر استخوان کا روا ہو گیا
رخِ پر ملاحت کا بوسا ملا | نمک خوار مین آپ کا ہو گیا
جو غمِ شب کے خاصہ مین سے بچ رہا | وہی صبح کا ناشتا ہو گیا
لب شیرین کی یاد مین اے خمیر | جو پھلکے تلے گلگلا ہو گیا

فقرہ تمھارے جہر کے ہوے نون مرچ | کیا چیٹ پٹے بڑے ہین وہی کے مسالہ دار
خمیر اشعار سے میرے نہ کیون ہو کل کی بیزار ہو | کہ مجھکو فیض پہونچا ہے یہ نعمت خان عالی سے

روکھی سوکھی بھی آبرو سے ملے | یہ بھی اسوقت مین غنیمت ہے

جب کہا اونسے ایک بوسا دو | یہ جو رخسار ہین گلابی سے
ہنسکے بولے کہ جان جائیگی | ہاتھ اٹھاؤ اب اس رکابی سے

خندہ

میر شجاعت علی نام خندہ تخلص بریلی کے رہنے والے دور موجودہ کے شاعر ہین خوب فرماتے ہین آدمی پورا کلام دیکھے تو شاید لوٹن کبوتر ہو جائے۔

ایک سے ایک شب ہجر مین بڑھکر آیا — کبھی پسّو، کبھی کھٹمل، کبھی مچھر آیا
پھوس سے یار کو جاڑون مین تپایا بلبل — کام آخر مرا ٹوٹا ہوا چھپر آیا
اپنی گھوڑی کو جدا کرکے تو سڑک سے اے شیخ — ہنہناتا ہوا خندہ ان کا وہ خچر آیا

ہون کوئی دس سیر چاول اور من بھر شیر ہو — ڈالدو کھاری نمک تو خوب میٹھی کھیر ہو
مے پرستو شیخ صاحب بھاپ تو بے پیر ہو — پاؤن مین گھنگرو بندھے ہون ناک مین ملا کتیر ہو
کیا کوئی چھیڑے انہین اور کیا لگا کوئی ہاتھ — ناک کے پکڑے سے جنکی ہوتی نکسیر ہو
ہے وہی کا انکے بوسہ میرے سودا کا علاج — جسطرح اے خندہ تلی کی دوا انجیر ہے

مرا رقیب الٰہی ذلیل و خوار رہے — گلے مین ٹوٹی ہوئی جوتیون کا ہار رہے
لحاف اوڑھ کے چھپر پہ مائیون بیٹھے — کہ جب نکاح کے دن اوسکے تین چار رہے
لگا کے آگ بجھانے کو جاؤن دیکھون اسے — مرے محلہ مین آکر اگر وہ یار رہے

ہضم ہوتے نہین اب پانچ روپئے رشوت کے — لوگ کھاتے تھے پچاسے کے پچاسے بیلے
سینہ پر مار کے ہاتھون کو وہ سر کوٹتے ہین — ڈھول پیچھے سے بجا کرتے ہین تا ہے بیلے

ذبیح

حکیم منشی محمد اسمعیل خان نام ذبیح تخلص دہلی کے رہنے والے بعض ظریفانہ شعر بہت اچھے کہتے ہیں

نگہ میں رکھنا رندو محتسب چھپ چھپ کے آتا ہے
اچکا ہے اڑا لیجائے گا گفگ میخانہ

رکوع و سجدہ کرتے دیکھنا سوائے رندونکو
جو بانگ قلقل مینا سے ہوتی تکبیر سبحانہ

شراب پاک رندونکو وہاں حوریں پلائیں گی
کہیں جنت نہ ہو واعظ تری ہمشیر سخانہ

خنجر کی ادائیں ہوئیں ختم گلو پر
کچھ دیر تو اے حضرت خون تھم گئے ہوتے

خدا جانے جو خواہش اور کچھ ہوتی تو کیا ہوتا
ذرا سے ایک بوسہ پر تمھارا دم نکلتا ہے

کہتے ہو تم زخم دل سے مسکرایا کس لیے
تیر کی انگلی سے پوچھو گد گدایا کس نے

جوش جنون میں بھی نہ تیرے گھر پہ پہنچا
یہ آبلہ ہی پانون کے پابوس ہوگئے

راحت

دہلی کے ایک نامعلوم ریختی گو تھے۔

جب سے وہ بانکا سجیلا دل کو ہے بھایا ہوا
انگ لگتا ہی نہیں گوئیاں مرا کھایا ہوا

میں اپنی ایڑی چوٹی پہ صدقے کروں اُسے
یہ مروا انگوڑا تو لٹھ سے گنوار کا

روؤگی تم تو وہ آجائیگا بیٹا پھر ابھی
تم جو چپکی ہو رہی ہو آ کے ہوّا پھر گیا

دودھ پینے کا ارادہ تھا جو دہرایا تھا ہاتھ
نوج لی انگیا مری دیکھو موئے نیندر کی بات

گونگی بہری کیسا لک لگو بنی بیٹھی ہوں
نندی باتیں سنوں ہے کہ میں وید کی بات

پہلی پوتر ع الی ہو کر لال جوڑا پہنواتا میں
تجھکو تو بھی یہ بڈھا چھلا آتا نہیں

کھیلاتی پوتا ہوئی پوری آرزو تیری
دکھا مالال سا بیٹا جنی بہو تیری

لحاظ آیا کسی کا نہ تجھکو عصمت جان
غلام سے گئی پکڑی جنم میں تو تیری

چمنستان ظرافت

ظرافت کا نام سنتے ہی وہی خیال آپ کے دل و دماغ میں گھوم گیا ہوگا کہ وہی گنواروں دہقانوں جلاہوں۔ قصائی کنجڑوں اور جاہلوں کے لطیفے اسمیں لکھدیئے ہوں گے۔ آپ کو اختیار ہے آپ خیال کر سکتے ہیں۔ مگر ہم بڑے زور کے ساتھ یقین دلانے کے واسطے تیار ہیں کہ یہ واقعہ اور خیال اصلیت سے کوسوں دور ہے۔ اسمیں لطیفے تو ایسے ایسے ہیں کہ ہر ایک کو دیکھکر ہنسی کیوجہ سے محفل کی محفل پھولوں سے بھرا ہوا باغ بنجاتی ہے۔ کوئی رنجیدہ سے رنجیدہ۔ غمگین سے غمگین اسکا ایک لطیفہ سنکر اپنی بے اختیارانہ ہنسی کو ضبط کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ چہرہ ہنستا ہے۔ ہونٹ ہنستے ہیں۔ دانت ہنستے ہیں اور سب کے ساتھ ساتھ دل ہنستا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ آپکے ہر لطیفے سے ایک زبردست سے زبردست اخلاقی سبق ملتا ہے۔ اور صحیح معنوں میں ہنسنا سکھاتا ہے کوئی وجہ نہیں ہے کہ آپ کو یہ راز معلوم ہو کہ ہنسنے سے آدمی کا دل مرجاتا ہے۔ یہ قول سچ تو ہے مگر وہ التشریح طلب ہے کہ ہنسنا ہمیشہ بادھڑک نہیں۔ اور اس سے کوئی نتیجہ نہ نکلتا ہو ایسی ہی ہوتی ہے۔ مگر اسمیں جسقدر لطائف ہیں تو ان لوگوں کے ہیں جو اپنے فن کے فلاسفر اور مشہور حکیم گزرے ہیں۔ ارسطو۔ لقمان۔ بقراط ارشمیدس۔ سکندر۔ سقراط۔ جالینوس۔ بو علی سینا۔ حضرت آدم۔ ادریس۔ نوح۔ ابراہیم۔ یوسف۔ یونس۔ ابو نواس۔ فرزدق۔ ابن الشاعر۔ اصمعی۔ زہیر۔ نابغہ۔ جمشید۔ کیکاؤس کیخسرو، زردشت غرضیکہ دنیا کے مشہور انبیاء۔ اولیاء۔ حکماء۔ ملوک۔ شعراء فلاسفروں کے لطائف معتبر کتب سے انتخاب کرکے اسمیں لکھے ہیں۔ کوئی لطیفہ جھوٹا نہیں اور پھر لطف یہ ہر لطیفہ ہنسانے والا اور پیٹ میں بل ڈالدینے والا۔ اور ہر ایک سکھانے نصیحتوں کا خزانہ اور عبرت کا گنجینہ ہے۔ اس سے بہتر کوئی کتاب آپ نے شاید نہ دیکھی ہوگی۔ قیمت مجلد [illegible] محصول ۴ر

ملنے کا پتہ:۔ منیجر عظمت پریس بکڈپو لکھنؤ

اب مفلسی کیسی

لیجئے کیمیا سچ مچ کیمیا چھپ گئی اسمین ہر بات کو عالیجناب ڈاکٹر شیخ عظمت الٰہی صاحب سلونوی مصنف کتاب خزانے جو اس علم سے تعلق رکھتی ہیں اسطرح لکھدیا ہے کہ معمولی سے معمولی آدمی بھی سمجھ سکیگا ۔ کوئی نکتہ کوئی راز ۔ کوئی اصطلاح اسمین چھوڑی نہیں گئی ہے کیمیا کی ماہیت ۔ ضروری قواعد اور ضوابط ۔ علم اکسیر کا بیان خاص اصطلاحیں ۔ وہ تیزاب بنانے جیسے کیمیا بنانے مین مدد ملتی ہے ۔ ہر مال کو صاف کرنا اور اسکی متعدد نسخے کیمیائی عمل ۔ تانبے کو چاندی کی طرح بنانا ۔ تانبے کو سونے کی صورت مین لانا ۔ طوطیار کو صاف کرنا چاندی کو سونا بنانا ۔ اور اسکے مختلف طریقے ۔ اکسیر کا بیان اور اسکے سہل الوجود بہت سے نسخے جنکو آزماکر سونا بنانا ۔ یا چاندی تیار کرنا کوئی مشکل نہیں ۔ لطف یہ کہ وہ دوائیں ہیں جو ہر جگہ مل سکتی ہیں ۔ علم ریمیا کا بیان اور اسکے عجائبات علم سیمیا کا بیان اور اسکے بہت سے نسخے دیوانہ بنانا کسی کو عقلمند بنانا ۔ پانی پر چلنا ۔ ہر مریض کو اچھا کرنا ۔ دوسرون کے دل کا حال معلوم کرنا جنات کا کلام سننا ۔ تمام جانورون کو مطیع کرنا ۔ سبز درخت کو خشک کرنا ۔ اپنے اعتبار سے ضرورت کے موافق مینہ برسانا ۔ فوراً درخت لگانا اور سبز میوہ وغیرہ لگانا ۔ ہر کسی کا بھید معلوم کرنا ساز و مجاور کا عمل یعنی خرچ کئے روپیہ کا خود واپس آنا ۔ ملیدہ نہ آنا ۔ محبت کے عجیب و غریب عمل شہوت کو بند کر دینا ۔ ملایک کو مسخر کرنا ۔ درندون کو مطیع کرنا ۔ حروف تہجی کے خواص عجیب و غریب مجرب نسخے ۔ ہپناٹیزم یعنی علم نظر کا بیان ۔ غرض کہ یہ کتاب ایک ایسا مجموعہ ہے کہ جسکا کوئی معمولی سے معمولی نسخہ بھی ہزارون سے ۔ لاکھون روپیہ کے زیادہ ہے نہایت سرعت سے فروخت ہو رہی ہے طلب طلب فرمائیے ۔ ورنہ شاید پھر بہت عرصہ تک انتظار کرنا پڑے اور یہ کتاب نہ مل سکے قیمت رعایتی باوجود اتنی خوبیون کے صرف ایک روپیہ محصول ۴ ر

المشتہر :- مینجر عظمت پریس بکڈپو لکھنو

سپاری پاک

یہ اکسیر اعظم دوا عورتون کے حیض کی تمام خرابیون کو دور کرتی ہے نیز جریان الرحم اباد گولہ بھوک کم لگنا کلیجہ مین جلن۔ بدن دبلا تبلا کمزور رہنا۔ سر کمر۔ ریڑھ اور پنڈلیون مین درد کا ہونا ہتھیلی اور پیرون کے تلوون جھن جھناہٹ۔ دل کی اداسی حمل کا ساقط ہو جانا حمل مین صرف لڑکیاں ہی پیدا ہونا۔ نطفہ کا قرار نہ پانا۔ بے اولادی وغیرہ وغیرہ تمام خرابیون کو بھی دور کرتا ہے ایام ماہواری ٹھیک وقت اور مناسب مقدار میں ہوتی ہے بڑھاپے مین کم سنی کا لطف دکھاتی ہے۔ اس کے استعمال کرنے سے یقیناً پہلے ہی مہینے مین حمل قرار پا جاتا ہے اور اگر دوران حمل مین استعمال کیا جائے کہ اولاد نرینہ پیدا ہوتا ہے صدہا مایوس المراد حضرات صاحب اولاد ہو چکے ہین قیمت صرف عہ ہا تین روپیہ علاوہ محصول ۶ ر

عرق بال صفا

یہ چین روئی کے پھاہے مین لے کر بالون پر لگا دو فوراً دو منٹ مین بال صاف کر دے گا اور وہ جگہ بالائی کے مانند صاف اور چکنی نکل آوے گی۔ یہ تیل نہ تو جلد کو نقصان پہونچاتا ہے۔ نہ جلن پیدا کرتا ہے۔ صرف بالون کو اڑاتا ہے قیمت صرف ۱۲ ر فی شیشی۔

منگانیکا پتہ:۔ منیجر دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

ہنسی کا پٹارہ

اقلیم مذاق کا بے مثل تاجدار ہنسی دل لگی کا قافلہ۔ اخبار پڑھنے والوں کو بات بات میں لوٹن کبوتر بنا دینے والا سب کے چٹ پٹے مضامین تمام کمال کمایا پیا ہضم کر دینگے صرف ایک کارڈ دے کر منگا لیجئے تاکہ جلد سے جلد لطف اٹھائیے بشیر حاضر ہو کر آپ کے اضمحلال کی دم کاٹ دے۔ بیشک اس کتاب کو اگر بارہ مصالحہ کی چاٹ کہا جائے تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔ اول سے آخر تک دیکھ جائیے ایک فقرہ بھی ایسا نہ ملیگا جسے پڑھکر سو مرتبہ ہنسی نہ آئے یوں سمجھئے کہ یہ کتاب ایک بزم عشرت ہے جس میں کہیں کہیں افیونی صاحبان اپنی بیٹھک میں بیٹھے ہوئے پیٹ میں بل ڈالنے والی گپیں اڑا رہے ہیں تو کہیں بولا ہے صاحب بار رونق افروز ہیں۔ کہیں کوئی کہیں کوئی دیکھئے اور ضرور دیکھئے تاکہ گھڑی بھر کو دنیا کے افکار و آلام سے نجات ملجائے قیمت ۸/

دیوان چرکین

رنجیدہ دلوں کو خوش کرنیکا آلہ پژمردہ طبیعتوں کو پھول کی طرح شگفتہ کرنے والا۔ ظرافت کی مجسم تصویر دیکھنا ہو تو یہ دیوان منگا لیجئے۔ ایک مرتبہ پڑھکر بلا مبالغہ دس ہزار مرتبہ نہ ہنسئے تو بعد مجرائی قیمت خوشدلی سے دام واپس اصلی قیمت ایک روپیہ رعایتی آٹھ آنہ

ظریف اللغات

آٹھ آنہ ۸/

نواب اسمع

نئی نئی دولت کی بدولت دلمیں امنگیں پیدا ہوجانا۔ میاں جی اور ادنیٰ کا نواب بنکے دلمیں گدگدیاں کرنا اور انہیں باتوں سے مجبور ہو کر ایک حسینہ بازاری کو اپنا محبوب بنانا۔ خانہ کار خوشامدی مصاحبوں کی چالاکیاں اور نواب کا دام فریب میں شکار رہنا۔ لطف یہ کہ جیسا قصہ دلچسپ ہے ویسی ظریفانہ عبارت میں دلکشی بھری ہے۔ ہر شخص کو ہنستے ہنستے کتاب پڑھتے ہوئے دس بیس جگہ آرام کرنا پڑتا ہے پھر مزا یہ کہ ساتھ ہی نتیجہ خیز اور عبرت انگیز غرض کہ آم کے آم گٹھلیوں کے دام قیمت ۸/

ملنے کا پتہ:- منیجر عظمت پریس بک ڈپو لکھنؤ